لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

اپریل، مئی ۲۰۰۱ء — شہادت، ہجرت ۱۳۸۰ہش

جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کی عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں ۔

سو اے عزیزو ! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے ۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے ۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے ۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا ۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں ۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا ۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔ جیساکہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے ۔ اوروہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیساکہ خدا فرماتاہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا ۔

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM, INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226

SCENES FROM EIDUL ADHIA CELEBRATION, MARCH 6, 2001

Some of those who attended the Eidul Adhia celebrations at the Baitur Rahman Mosque, Silver Spring, MD.

لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

اپریل - مئی ۲۰۰۱ء

شہادت/ہجرت ۱۳۸۰ھش

فہرست مضامین

نگران صاحبزادہ مرزا مظفر احمد
امیر جماعت احمدیہ امریکہ

ایڈیٹر
سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

۵۶۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (النّور)

۵۷۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

احادیث النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

ترجمہ:۔ یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوّت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دَور آئے گا جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ (اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دَور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دَور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دَور آئے گا۔ اور پھر یہ حکومت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دَور آئے گا جو ابتدائی دَور کی طرح نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کی عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں -

سو اے عزیزو ! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے - سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے - اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے - کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا - اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں - لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا - جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی - جیساکہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے - اوروہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتاہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا -

... وہ خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے ... ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے - میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں - اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے -

... خدا تعالیٰ چاہتاہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا - ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے - یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجاگیا - سو تم اس مقصد کی پیروی کرو - مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے -

(روحانی خزائن جلد 20 رسالہ الوصیت صفحہ 7 - 5)

جب تک جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم رہے گا دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی!

خدا جسے منصب خلافت پر فائز کرتا ہے اسے علوم بھی عطا کرتا ہے

سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات

" یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا ۔ اور اگر خدا نخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہو گا ۔ بلکہ ایسا ہی وقفہ ہو گا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں ۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اول میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانہ کے لئے قاعدہ نہیں تھا ۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا خلافت کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے ۔ تم ان ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رد کر دیا بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خلافت کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے ۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے ۔

" اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں نظام خلافت میں ہیں ۔ نبوت ایک بیج ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے ۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے ۔ اور اس جہان میں بھی اونچا کرے ۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو ۔ اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو بھی ان کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو ۔ احمدیت کے مبلغین اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں ۔ "

(الفضل 26 مئی 1959)

خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ہے
خدا کے ہاں قیمت تعداد کی نہیں اقدار کی ہوتی ہے۔ تعداد وہی بابرکت ہوتی ہے
جو اعلیٰ اقدار کے نتیجہ میں خود بخود نصیب ہوتی ہو

یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ یہ سرداری اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کے لئے عطا کی ہے اللہ تعالیٰ یہ سیادت ہمیشہ قائم و دائم رکھے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پس سب سے پہلے تو جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہئیے کہ ہم لوگ نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے بنیں ۔ فاسق اور بد اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے نہ بنیں اور یہ چیز دعا کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی ... اگر محض اپنی تربیتوں پر انحصار کرو گے یا اپنی کوششوں پر بھروسہ کرو گے تو یہ اعلیٰ مقصد تمہیں نصیب نہیں ہو گا ۔ پس بہت دعا کرنی چاہئیے اپنی اولاد کے لئے ۔

خلافت کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی ۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہو گی ۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں ۔ پس ہماری دعا ہونی چاہئیے ۔ آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے ... اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے ۔ ایسا تقویٰ جو اس کی نظر میں قبولیت اور اس کی درگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو اور میری ہمیشہ یہ دعا رہے گی کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرمائے ۔ کیونکہ بحیثیت آپ کے امام کے ... مجھے جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت نصیب ہو گی اتنی ہی زیادہ ہم اسلام کی عظیم الشان خدمت کر سکیں گے ۔ احمدیت کو اتنی ہی زیادہ قوت نصیب ہو گی اتنی ہی زیادہ احمدیت کو عظمت نصیب ہو گی ۔ محض اعداد کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے ۔ روحانی دنیا میں اعداد کے ساتھ فضیلتیں نہیں ناپی جاتیں...وہی تعداد باعث برکت ہوتی ہے جو اعلیٰ اقدار کے نتیجہ میں خود بخود نصیب ہو جایا کرتی ہے ۔ جب کسی قوم میں زندہ رہنے کے قابل قدریں پیدا ہو جائیں ، جب تقویٰ کا معیار بلند ہو جائے تو اتنی عظیم الشان مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ باہر کی دنیا کی تعداد خود بخود کھنچی چلی آتی ہے اور تقویٰ والوں کے ساتھ آ کر ہم آہنگ ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی تقدیر ظاہر ہوتی ہے اور عددی غلبہ بھی نصیب ہو جاتا ہے مگر اس عددی غلبہ کی قیمت ، اس کی حیثیت محض یہ ہے کہ اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب ہو تو قدر کے لائق ہے اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب نہ ہو تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ۔

ہمیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہئیے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں ۔ اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے ۔ بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے ۔ ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے ۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1982ء)

غیبت کرنے کوایک مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عورتوں کو بھی گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو

وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو دفعہ کرتا ہے مگر دعا ایک دفعہ بھی نہیں کرتا

کوئی شخص ادھوری اور ناقص نمازوں سے اپنے آپ کو خدا کے غضب سے نہیں بچا سکتا

انگلستان میں مسجد بیت الفتوح (مورڈن) کی تعمیر کے لئے مزید پانچ ملین پاؤنڈز کے لئے عالمی تحریک

اگر اگلے دو سال کے اندر جماعت یہ رقم ادا کر دے تو بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ١٦/فروری ٢٠٠١ء)

لندن (۱۶ر فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد غیبت کے موضوع پر مختلف احادیث نبویہ پیش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ بات واقعۃً اس میں پائی جاتی ہے تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں پائی جاتی تو تُو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سچی بات بھی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔ میں انہیں متنبہ کرتا ہوں کہ لوگوں کے عیوب کی جستجو میں نہ پڑیں ورنہ یاد رکھیں کہ جو کسی کے عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی پردہ دری کر دے گا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔

غیبت کے موضوع پر مختلف احادیث نبویہ پیش کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بیعت کے خالص اغراض کے ساتھ دنیا کی اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ غیبت کرنے کو ایک مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ۔ وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو دفعہ کرتا ہے مگر دعا ایک دفعہ بھی نہیں کرتا۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص ادھوری اور ناقص نمازوں سے اپنے آپ کو خدا کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے انگلستان میں زیر تعمیر مسجد بیت الفتوح (مورڈن) کے حوالہ سے فرمایا کہ میں نے ۲۲ر فروری ۱۹۹۵ء کو انگلستان کی مرکزی مسجد کے لئے پانچ ملین پاؤنڈز کی تحریک کی تھی اور کہا تھا کہ اس میں مسجد پر زیادہ زور دیں اور اس کے ساتھ ملحقہ عمارتوں کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔ لیکن افسوس ہے

کہ اس نصیحت کے بالکل برعکس کارروائی ہوئی ہے۔ مسجد سے ملحقہ حصوں پر تو دل کھول کر پیسہ بہایا گیا ہے اور جو مسجد کا کام تھا وہ اسی طرح ادھورا پڑا ہوا ہے اور جماعت بہت سے قرضوں تلے دب چکی ہے۔ ساری رقم نخروں پر خرچ ہو گئی ہے اور مسجد کا ابھی آغاز کا حال ہے۔ دوسرے ماہرین انجینئرز وغیرہ کو بھی اس تعمیر میں شامل نہیں کیا گیا۔ اور خرچ کے علاوہ بھی ابھی ہم غلط ٹھیکے داروں کو رقم دینے کے پابند ہو چکے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں مختلف بے ضابطگیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھے اب دوبارہ پانچ ملین کی تحریک کرنی پڑ رہی ہے۔ یہ ساری رقم فراہم کرنا مقامی جماعت کے بس میں تو نہیں ہو گا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے دنیا بھر کی جماعتوں کے لئے اس مالی تحریک کو عام کرتے ہوئے فرمایا کہ جو خدا کی خاطر قربانی کی عادت رکھتے ہیں اللہ انہیں توفیق بھی عطا فرماتا ہے۔ کچھ بزدل لوگ بھی ہیں خدا نے انہیں بہت کچھ دیا ہے مگر انہیں خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے خدا کی راہ میں خرچ کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ حضور ایدہ اللہ نے ایسے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے اسے آپ اس سے تو چھپا نہیں سکتے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس تحریک کو ساری دنیا پر وسیع کرتے ہوئے فرمایا کہ مثلاً ربوہ کی تینوں انجمنیں خاص طور پر میری مخاطب ہیں۔ وہ کوشش کریں کہ جس حد تک بچت کر سکتی ہیں بچت کر کے اس مسجد کی تعمیر کے لئے مدد دیں۔ اسی طرح امریکہ، کینیڈا، جاپان وغیرہ کی جماعتوں سے بھی احباب اس میں حصہ لیں۔ شرط یہ ہے کہ مرکزی چندوں پر اثر نہ پڑے۔ اور عام چندوں میں سے بھی یہ جماعتیں جس حد تک بچت کر سکتی ہیں بچت کر کے اس مسجد کے لئے رقم دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جیسا کہ میری ہمیشہ سے عادت ہے ہر تحریک میں مَیں اپنی اور بچوں کی طرف سے دسواں حصہ ادا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ اس میں بھی دسواں حصہ ادا کروں گا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اگلے دو سال کے اندر آپ یہ رقم ادا کر دیں تو بہت سی مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مساجد فنڈ کے ذریعہ ساری دنیا میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اگر جمع ہونے والی رقوم میں سے کچھ بچ گی تو اس بقیہ رقم کو ہم انشاء اللہ مساجد کی تعمیر میں ہی خرچ کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر کی نگرانی کے لئے نئی کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ ارشد باقی صاحب اس کے انچارج ہیں اور اس کمیٹی میں مختلف ماہرین کو شامل کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کمیٹی کی رہنمائی میں جس طرح کام سلیقے سے ہونا چاہئے اسی طرح ہو گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ایک دو سال کے اندر ہماری یہ مسجد یو۔ کے۔ کی سب سے بڑی مسجد بنے گی۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁......✪✪✪......❁❁❁

وصیت

آنحضرت ﷺ کی ایک وصیت جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں پڑھ کر سنائی

آپ نے فرمایا:

"آخر میں ایک وصیت پڑھ کر سُنانا چاہتا ہوں جو رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو کی۔ دوست اِسے غور سے سنیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اِس وصیت کو سُننے کے بعد کوئی انسان مرتے دم تک اپنے کسی عمل سے کسی صورت میں بھی مطمئن نہیں ہوسکتا۔ یہ وصیت بڑی لمبی ہے اِس لئے مَیں اس کے الفاظ نہیں پڑھوں گا بلکہ اُن کا صرف ترجمہ بیان کروں گا:۔

آنحضرت ﷺ نے ایک دِن حضرت معاذؓ سے فرمایا:۔

یا معاذ محمد تلک بحدیث ان انت حفظته نفعک۔

اے معاذ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اگر تو نے اُسے یاد رکھا تو یہ تمہیں نفع پہنچائے گی اور اگر بھول گئے تو **انقطعت حجتک عند اللہ** اللہ تعالیٰ کا فضل تم حاصل نہیں کرسکو گے اور تمہارے پاس نجات حاصل کرنے کے بارے میں اطمینان کے لئے کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی۔ **یا معاذ ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق سبعة املاک قبل ان یخلق السموت والاض** اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے سات دربان فرشتوں کو پیدا کیا (اور جیسا کہ اس حدیث کے مفہوم سے پتہ لگتا ہے یہاں آسمانوں سے مراد روحانی آسمان ہیں جن میں روحانی لوگ اپنے اپنے درجہ کے مطابق رکھے جاتے ہیں) اور ان فرشتوں میں سے ایک ایک کو ہر آسمان پر بطور بواب یعنی دربان کے مقرر کردیا۔ اُن کی ڈیوٹی تھی کہ تم اپنی اپنی جگہ پر رہو اور صرف ان لوگوں کے اعمال کو یہاں سے گزرنے دو جن کے گزرنے کی ہم اجازت دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے جو انسان کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور اُن کا روزنامچہ لکھتے ہیں، خدا کے ایک بندے کے اعمال لے کر جو اُس نے صبح سے شام تک کئے تھے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور اُن اعمال کو اُن فرشتوں نے بھی پاکیزہ سمجھا تھا اور انہیں بہت زیادہ خیال کیا تھا، لیکن جب وہ اعمال لے کر پہلے آسمان پر پہنچے تو انہوں نے دربان فرشتے سے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور ایک بندے کے اعمال پیش کرنے آئے ہیں۔ یہ اعمال پاکیزہ ہیں، تو اُس فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ تمہیں آگے جانے کی اجازت نہیں، تم واپس لوٹو اور جس شخص کے یہ اعمال ہیں انہیں اُس کے مُنہ پر مارو۔ خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ میں غیبت کرنے والے بندہ کے اعمال کو اس دروازہ میں سے نہ گزرنے دوں اور یہ شخص جس کے اعمال تم خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے آئے ہو ہر وقت غیبت کرتا رہتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اور فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ **تزکیه وتکثره** وہ فرشتے آپس میں باتیں کررہے تھے کہ یہ اعمال بڑے پاکیزہ ہیں اور پھر یہ بندہ انہیں بڑی کثرت سے بجالایا ہے اور چونکہ اِن اعمال میں غیبت کا کوئی شائبہ نہیں تھا اس لئے پہلے آسمان کے دربان اور حاجب فرشتے نے انہیں آگے گزرنے دیا۔ لیکن جب وہ دُوسرے آسمان پر پہنچے تو اس کے دربان فرشتے نے انہیں پکارا، ٹھہر جاؤ، واپس لوٹو اور ان اعمال کو ان کے بجالانے والے کے منہ پر مارو۔ میں فخر و مباہات کا فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ مجھے یہاں اِس لئے مقرر کیا ہے کہ میں کسی بندے کے ایسے اعمال کو یہاں سے نہ گزرنے دوں جن میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ ہو اور وہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر بڑے فخر سے اپنی نیکی کو بیان کرنے والا ہو۔ یہ شخص جس کے اعمال لے کر تم یہاں آئے ہو لوگوں کی مجالس میں بیٹھ کر اپنے اِن اعمال پر فخر و مباہات کا اظہار کیا کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا فرشتوں کا ایک اور گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا اور وہ اُن فرشتوں کی نگاہ میں بھی کامل نور تھے۔ ان اعمال میں صدقہ وخیرات بھی تھا، روزے بھی تھے، نمازیں بھی تھیں اور وہ محافظ فرشتے تعجب کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ کس طرح اپنے رب کی رضاء کی خاطر محنت کرتا رہا ہے اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی حصہ نہیں تھا اور ان میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ نہیں تھا اس لئے پہلے اور دُوسرے آسمان کے دربان فرشتوں نے اُنہیں گزرنے دیا، لیکن جب وہ تیسرے آسمان کے دروازہ پر پہنچے تو اس کے دربان فرشتہ نے کہا ٹھہر جاؤ **اضربوا بھذا العمل وجه صاحبه** کہ جس شخص کے اعمال تم خدا تعالیٰ کے حُضور پر پیش کرنے کے لئے لے جارہے ہو اس کے پاس واپس جاؤ اور ان اعمال کو اُس کے مُنہ پر مارو۔ مَیں تکبّر کا فرشتہ ہوں، مجھے تیسرے آسمان کے دروازہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ اس دروازہ سے کوئی ایسا عمل آگے نہ گزرے جس کے اندر تکبر کا کوئی حصہ ہو۔ اور یہ شخص جس کے اعمال تم اپنے ساتھ لائے ہو بڑا متکبر تھا، وہ اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھتا تھا اور دُوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اُن سے تکبر اور اِباء کا سلوک کیا کرتا تھا اور وہ اپنی مجالس میں گردن اُونچی کرکے بیٹھنے والا تھا۔ اس کے اعمال گو تمہاری نظر میں اچھے نظر آرہے ہیں لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہیں۔ آپ نے فرمایا فرشتوں کا ایک چوتھا گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ **یزھو کما یزھو الکوکب الدری** وہ اعمال ان فرشتوں کو کب دُرّی کی طرح خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ ان میں نمازیں بھی تھیں، تسبیح بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا۔ وہ فرشتے یہ اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازہ کے بعد دروازہ سے گزرتے ہوئے چوتھے آسمان کے دروازہ پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے انہیں کہا ٹھہر جاؤ تم یہ اعمال ان کے بجالانے والے کے پاس واپس لے جاؤ اور اُس کے منہ پر دے مارو۔ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اُس شخص کے اعمال کو جس کے اندر عُجب پایا جائے گویا وہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہو اور خود پسندی کا احساس اس کے اندر پایا جائے اور اُس میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا احساس نہ پایا جاتا ہو اِس چوتھے آسمان کے دروازے سے نہ گزرنے دوں۔ میرے رب کا مجھے یہ حکم ہے

۔انه كان اذا عمل عملاً ادخل اععجب فيه ۔ یہ شخص جب کوئی کام کرتا تھا خود پسندی کو اس کا ایک حصہ بنا دیتا تھا۔ اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہیں۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا' فرشتوں کا ایک پانچواں گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا۔ ان اعمال کے متعلق اُن فرشتوں کا خیال تھا کہ كانه العروس المزفوفة الى اهلها ۔ وہ ایک سجی سجائی' سولہ سنگھار سے آراستہ' خوشبو پھیلاتی دلہن کی طرح ہیں جو رُخصتانہ کی رات کو اپنے دولہا کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ چاروں آسمانوں پر سے گزرتے ہوئے پانچویں آسمان پر پہنچے تو اس کے دربان فرشتے نے کہا قفوا اٹھہر جاؤ' واضربوا بهذا العمل وجه صاحبه ۔ ان اعمال کو واپس لے جاؤ اور اُس شخص کے مُنہ پر مارو اور اُسے کہہ دو کہ تمہارا خدا اِن اعمال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ انا ملك الحسد میں میں حسد کا فرشتہ ہوں اور میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو حسد کرنے کی عادت ہو اس کے اعمال پانچویں آسمان کے دروازہ میں سے نہ گزرنے دوں۔ یہ شخص ہر علم حاصل کرنے والے اور نیک اعمال بجا لانے والے پر حسد کیا کرتا تھا۔ میں اس کے اعمال کو اس دروازہ میں سے نہیں گزرنے دُوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان حفظه فرشتوں کا ایک چھٹا گروہ ایک اور بندہ کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا اور پہلے پانچ دروازوں میں سے گزرتا ہوا چھٹے آسمان تک پہنچ گیا۔ یہ اعمال ایسے تھے جن میں روزہ بھی تھا' نماز بھی تھی' زکوٰۃ بھی تھی' حج اور عمرہ بھی تھے اور فرشتوں نے یہ سمجھا کہ یہ سارے اعمال خدا تعالیٰ کے حضور میں بڑے مقبول ہونے والے ہیں۔ لیکن جب وہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ۔ آگے مت جاؤ۔ انه كان لايرحم انسانا من عباد الله قط ۔ یہ شخص خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندہ پر کبھی رحم نہیں کرتا تھا اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں اس لئے کھڑا کیا ہے کہ جن اعمال میں بے رحمی کی آمیزش ہو میں انہیں اس دروازے سے نہ گزرنے دوں۔ تم واپس لوٹو اور ان اعمال کو اس شخص سے منہ پر یہ کہہ کر مارو کہ تمہارا اپنی زندگی میں یہ طریق ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرنے کی بجائے ظلم کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرتے ہوئے تمہارے یہ اعمال کیسے قبول کرے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کچھ اور فرشتے ایک بندے کے اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازہ کے بعد دروازہ سے گزرتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچ گئے۔ ان اعمال میں نماز بھی تھی' روزے بھی تھے' فقہ اور اجتہاد بھی تھا اور وَرع بھی تھا۔ لهادى كدوى النحل وضوء كضوء الشمس ۔ ان اعمال سے شہد کی مکھیوں کی آواز ایسی آواز آتی تھی یعنی وہ فرشتے گنگنا رہے تھے کہ ہم بڑی چیز خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں اور وہ اعمال سورج کی روشنی کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے ساتھ تین ہزار فرشتے تھے۔ گویا وہ اعمال اتنے زیادہ اور بھاری تھے کہ تین ہزار فرشتے اُن کے خوان کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ ساتویں ؟ آسمان کے دروازہ پر پہنچے تو دربان فرشتہ نے جو وہاں مقرر تھا کہا' ٹھہر' تم آگے نہیں جا سکتے۔ تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر مارو اور اس کے دل پر تالا لگا دو کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس کے حضور ایسے اعمال پیش نہ کروں جن سے خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضاء مطلوب نہ ہو اور ان میں کوئی آمیزش ہو۔ اِس شخص نے یہ اعمال غیر اللہ کی خاطر کئے ہیں اراد به رفعة عند الفقهآءِ یہ شخص فقیہوں کی مجالس میں بیٹھ کر اور فخر سے گردن اونچی کر کے تفقه اور اجتهاد کی باتیں کرتا ہے تا اُن کے اندر اُسے ایک بلند مرتبہ اور شان حاصل ہو۔ اس نے یہ اعمال میری رضاء کی خاطر نہیں کئے بلکہ محض لاف زنی کے لئے کئے ہیں۔ وذکراً عند العلمآءِ وصيتا فى المدآئن ۔ اس کی غرض یہ تھی کہ وہ دُنیا میں ایک بڑے بزرگ کی حیثیت سے مشہور ہو جائے۔ علماء کی مجالس میں اس کا ذکر ہو۔ امرنى ربى ان لآ ادع عمله يجا وزنى الى غيرى و كل عمل لم يكن لله تعالىٰ خالصاً فهو ريآء ۔ وہ کام جو خالصاً خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو اور اس میں ریاء کی ملونی ہو وہ خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں ایسے اعمال کو نہ آگے گزرنے دوں۔ تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر دے مارو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کچھ اور فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور ساتوں آسمانوں کے دربان فرشتوں نے انہیں گزرنے دیا۔ انہیں ان اعمال پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ان اعمال میں زکوٰۃ بھی تھی' روزے بھی تھے' نماز بھی تھی' حج بھی تھا' عمرہ بھی تھا' اچھے اخلاق بھی تھے۔ ذکر الٰہی بھی تھا اور جب وہ فرشتے ان اعمال کو خدا تعالیٰ کے حضور میں لے جانے کے لئے روانہ ہوئے تو آسمانوں کے فرشتے ان کے ساتھ ہو لئے اور وہ تمام دروازوں میں سے گزرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ گئے۔ وہ فرشتے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو گئے ليشهدو واله بالعمل الصالح المخلص لله اور کہا اے ہمارے رب! تیرا یہ بندہ ہر وقت تیری عبادت میں مصروف رہتا ہے' وہ بڑی نیکیاں کرتا ہے اور اپنے تمام اوقاتِ عزیزہ کو تیری اطاعت میں خرچ کر دیتا ہے۔ وہ بڑا ہی مخلص بندہ ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں۔ غرض انہوں نے اس شخص کی بڑی تعریف کی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: انتم الحفظة اعلیٰ علی عمل عبدی کہ تمہیں تو میں نے اعمال کی حفاظت اور انہیں تحریر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تم صرف انسان کے ظاہری اعمال کو دیکھتے ہو اور انہیں لکھ لیتے ہو۔ وانا الرقيب على قلبه اور میں اپنے بندہ کے دل کو دیکھتا ہوں۔ انه لم يرد نى بهذا العمل اس بندہ نے یہ اعمال بجا لا کر میری رضا نہیں چاہی تھی' بلکہ اس کی نیت اور ارادہ کچھ اور ہی تھا۔ اراد به غيرى۔ وہ میرے علاوہ کسی اور کو خوش کرنا چاہتا تھا۔ فعليه لعنتی اس پر میری لعنت ہو۔ فتقول الملئكة كلهم تو تمام فرشتے پکار اٹھیں گے عليه لعنتك ولعنتنا اے ہمارے رب! اس پر تیری بھی لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت ہے۔ فتلعنه السموة السبع ومن فيهن اور اس پر ساتوں آسمان اور ان میں رہنے والی ساری مخلوق اس پر لعنت کرنی شروع کر دے گی۔

حضرت معاذؓ نے رسول کریم ﷺ کی اِس وصیت کو سُنا تو آپ کا دل کانپ اٹھا۔ آپ نے عرض کیا۔ یا رسول الله! كيف لى بالنجاة والخلوص ؟ یا رسول اللہ! اگر ہمارے اعمال کا یہ حال ہے تو مجھے نجات کیسے حاصل ہوگی؟ اور میں اپنے رب کے قہر اور غضب سے کیسے نجات پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا اقتدبی تم میری سنت پر عمل کرو۔ وعليك باليقين وان كان فى عملك تقصير اور اس بات پر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ کا ایک بندہ خواہ کتنے ہی اچھے عمل کیوں نہ کر رہا ہو اس میں ضرور بعض خامیاں رہ جاتی ہیں' اس لئے تم اپنے اعمال پر ناز نہ کرو' بلکہ یہ یقین رکھو کہ ہمارا خدا اور ہمارا مولیٰ ایسا ہے کہ وہ ان خامیوں کے باوجود بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ وحافظ على لسانك اور دیکھو اپنی

زبان کی حفاظت کرو اور اس سے کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ۔ کوئی بری بات اس سے نہ نکالو۔ ولا تزک نفسک علیهم اور اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار نہ سمجھو اور نہ اپنی پرہیزگاری کا اعلان کرو۔ ولا تدخل عمل الدنیا بعمل الاخرة اور جو عمل تم خدا تعالیٰ کی رضاء اور اُخروی زندگی میں فائدہ حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو اُس میں دنیا کی آمیزش نہ کرو۔ ولا تمزق الناس فیمزقک کلاب النار اور لوگوں میں فتنہ وفساد پیدا کرنے اور انہیں پھاڑنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو قیامت کے دِن جہنم کے کتے تمہیں پھاڑ دیں گے۔ ولا تراء بعملک الناس اور اپنے عمل ریاء کے طور پر دنیا کے سامنے پیش نہ کرو۔

(روح البیان جلد اوّل صفحہ ۶۷۷)

یہ ساری باتیں اقتدبی کی تشریح اور تفسیر ہیں اور ان کا خلاصہ یہی ہے کہ جس طرح عجز کے ساتھ دنیا سے کلیۃً منہ موڑ کر اور خالصۃً اپنے ربّ کے حضور حاضر رہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری ہے اور جس طرح بنی نوع انسان کے لئے محض شفقت اور محض رحمت تھے اسی طرح کی زندگی اگر ہم بھی گزارنے کی کوشش کریں یعنی ایک طرف ہم حقوق اللہ کو ادا کرنے کی طرف کوشش کریں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کا بھی لحاظ رکھنے والے ہوں اور ان پر شفقت اور رحم کرنے والے ہوں' ان سے پیار کرنے والے ہوں' ان کے کام آنے والے ہوں اور اپنی دعا اور تدبیر کے ساتھ ان کے دکھوں کو دور کرنے والے ہوں۔ وہ ہمارے بھائیوں سے زیادہ اپنے فضل کے ساتھ' محض اپنے فضل کے ساتھ ہمیں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لے گا۔ کیونکہ اس کے فضل کے بغیر ہماری نجات ممکن نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کون پیارا ہو سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ نے آپ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کی نجات بھی آپ کے اعمال کے نتیجہ میں نہیں ہوگی بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوگی تو آپ نے فرمایا ہاں میری نجات بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے میرے عمل کے نتیجہ میں نہیں ہوگی۔

(بخاری۔ نیز اسی قسم کی روائت حضرت عائشہ سے مسند احمد حنبل میں مروی ہے۔ دیکھو جلد ششم۔ صفحہ ۱۲۵)

غرض جب تک ہم اپنے تمام کاموں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہ چلیں اور آپ کی اقتدا نہ کریں، اس وقت تک ہمیں تسلی نہیں ہو سکتی اور یہ تو خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہیں یا نہیں' اس لئے ہمیں اپنی زندگیوں کے آخری سانس تک خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے رہنا چاہئے' کہ اے خدا! ہم نے کچھ کیا یا نہیں کیا۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر ہم سب کچھ بھی کر دیں تب بھی ہمارے اعمال میں بہت سی کمزوریاں ہوں گی اور اِس قابل نہیں ہوں گے تو انہیں قبول کرے۔ اِس لئے ہم یہ نہیں کہتے کہ تُو ہمارے عمل کو قبول کر' بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تو اپنے فضل سے ہمیں قبول کر لے اور اپنے قُرب اور رضا کی راہیں ہم پر کھول دے' تا کہ اِس دُنیا میں بھی ہم اِس تیری جنت کے وارث بنیں اور آنے والی دنیا میں بھی ہم تیری جنت کے وارث بننے والے ہوں۔ اللّٰھم آمین"۔

(مطبوعہ الفضل ۹ فروری ۱۹۶۶ء)

خلافت کا قیام انسانی منصوبہ نہیں!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جاعل کے معنیٰ ہیں بنانے والا، ٹھیرانے والا، مقرر کرنے والا، یعنی یہ میری عادت میں داخل ہے کہ میں خلیفہ مقرر کرتا ہی رہتا ہوں - اسی سنت جاریہ کے ماتحت آدم کو بھی خلیفہ بنانے والا ہوں -

انی جاعل فی الارض خلیفۃ

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے کسی انسانی منصوبہ اور مشورہ کو اس میں دخل نہیں ہے کیا معنی - کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دراصل آسمان پر کوئی اور خلیفہ مقرر ہو اورر اہل زمین اپنی صلاح اور مشورہ سے کسی اور کو مخصوص اور نامزد کر لیں - ارضی مشورے اور ارادے خدا تعالیٰ کے ارادوں کے نیچے ہیں اور ان اجتماعوں اور مشوروں سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ آسمانی نامزد کئے ہوئے خلیفہ کا ان سے ظہور ہوتا ہے - پس خوب یاد رکھو کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو کسی صادق کو معاذ اللہ خلافت حقہ میں غاصب قرار دے - کبھی یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی دھینگا دھانگی خلیفہ بن جاوے -

(تفسیر القرآن - جزو اول صفحہ 65)

1

بحر عرفان - روحانی زندگی کے راز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ کا خلاصہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جماعت کی علمی اور روحانی تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں حضور آغاز خلافت 10 جون 82ء سے اب تک سینکڑوں خطبات جمعہ ارشاد فرما چکے ہیں اور ان کے نتیجہ میں بہت پر اثر اور ضرورت زمانہ کے مطابق لٹریچر پیدا ہو رہا ہے۔ ان خطبات کا تفصیلی خلاصہ حضور کی اجازت سے تھوڑا تھوڑا کر کے احباب کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

تجدید بیعت اور احیائے نو کا وقت

خطبہ جمعہ 11 جون 82ء
مطبوعہ الفضل 22 جون 82ء

غم اور خوشی کے دھارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر کی آیت 23 کی تلاوت کے بعد فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عقد ثانی کے موقع پر فرمایا تھا۔ میرے دل کی عجیب کیفیت ہے۔ ایک طرف تسکین اور سکینت کا دھارا ہے تو دوسری طرف گہرے غم کا دھارا ہے یہ دونوں دھارے ایک ساتھ بہہ رہے ہیں حضور نے فرمایا میری بھی آج یہی کیفیت ہے۔ ایک طرف حضرت خلیفہ ثالث کی وفات کا غم ہے دوسری طرف ایک ہاتھ پر جماعت کے اکٹھے ہونے کی سکینت کا عالم ہے۔ حضور نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا میں تو خلافت کا ایک ادنیٰ غلام تھا آج اس منبر پر قدم رکھتے ہوئے میرے دل میں خوف پیدا ہوا اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی یاد دل سے محو ہونے والی نہیں ہے۔ ان کی زندہ جاوید شخصیت کے تذکرے ہوتے رہیں گے۔ وہ اللہ کی رضا پر راضی تھے اسی طرح آج جماعت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہے۔

قیام خلافت کا مقصد حضور نے فرمایا خلافت کے قیام کا **مقصد توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے** خلافت کے قیام اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ اٹل ہے۔ جماعت احمدیہ میں خلافت ہمیشہ مہکنے اور معطر رہنے والی چیز ہے۔ یہ وہ شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑوں کو کوئی آندھی اور طوفان ہلا نہیں سکتے۔ یہ ایسا سدا بہار درخت ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی اور یہ ہر آن اپنے رب سے تازہ بتازہ پھل پاتا ہے اس کا نظارہ ہم انتخاب خلافت کے موقع پر دیکھ چکے ہیں۔ خلافت کا وعدہ مشروط ہے۔ یہ انعام انہی کو ملتا ہے جو دن رات اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اس لحاظ سے ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو اعمال صالحہ کے سانچے میں ڈھال دے تا کہ خلافت احمدیہ پوری شان کے ساتھ ایک ایسے درخت کی طرح مستحکم ہو جس کی شاخیں آسمان پر بلند اور جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے پیوست ہوں۔

نیا عہد حضور انور نے فرمایا جب بھی کوئی وصال کا موقع پیدا ہوتا ہے مختلف قراردادوں کے ذریعہ اظہار غم کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ بھی جانے والے اور آنے والے کے بارہ میں قراردادیں پاس ہوں گی۔ ان قراردادوں میں جانے والے کے بارہ میں یہ کہنا چاہئے کہ ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے اور آنے والے کے لئے اس عہد کو تازہ کیا جائے کہ ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کو دور کر کے تقویٰ کے چراغ روشن کریں گے اور قیام شریعت میں آپ کی مدد کریں گے۔ اس سے ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگی۔ تجدید بیعت کا بھی یہی فلسفہ ہے۔ پس یہ ایک نئی زندگی اور احیائے نو کا وقت ہے جس سے دوست بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ حضور نے اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا خلیفہ مقرر ہونے پر مجھے ایسا لگا کہ گویا میں مر چکا ہوں اور ایک نیا وجود پیدا ہوا ہے ان معنوں میں اب گھر گھر میں نئے وجود پیدا ہونے چاہئیں جو دین کا جھنڈا تمام ادیان پر

غالب کرنے کا کام کریں۔

خلافت احمدیہ کے استحکام کی خوشخبری

خطبہ جمعہ 18 جون 82ء
مطبوعہ الفضل 28 جون 82ء

علم غیب حضور ایدہ اللہ نے سورہ حشر کی آیت نمبر 23 کی تلاوت کے بعد اس کی لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا یہ بات تو سمجھ آتی ہے کہ اللہ نے غیب کے علم کا ذکر فرمایا جو ایک مشکل اور عجوبہ چیز ہے لیکن اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ حاضر کے علم کا کیوں ذکر فرمایا اس طرح تو نادان انسان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ وہ بھی حاضر کے علم میں گویا اللہ کا شریک ہے درحقیقت انسان غیب کا علم جانتا ہے نہ حاضر کا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو کچھ ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس سے حسب استعداد مختلف نتائج نکالے جاتے ہیں۔ حضور نے اپنے گھر کا ایک واقعہ بتایا کہ ایک دفعہ بچوں نے گھر میں کام کرنے والی مائی سے پوچھا کہ چاند کتنا بڑا ہوتا ہے اس نے کہا فٹ بال سے بڑا بچے ہنس پڑے تو پھر بولی اچھا صحن جتنا ہوگا بچے پھر ہنسے تو کہنے لگی یکلے دو یکلے کا تو ضرور ہوگا۔ حضور نے فرمایا ہم اجرام فلکی کے بارہ میں جو رائے قائم کرتے ہیں اس پر ماہرین خلاء بالکل اسی طرح ہنستے ہیں جس طرح آپ ابھی مائی کی بات پر ہنسے تھے جب کہ **عالم الغیب والشهادة** خدا ماہرین کی رائے پر ہنستا ہوگا۔ اگر انسان خدا کی اس صفت کو سمجھ لے اور اپنی کم مائیگی کو جان لے تو وہ بہت سی روحانی کمزوریوں سے بچ سکتا ہے۔

تقویٰ کا تقاضا حضور انور نے فرمایا میں نے اس آیت پر غور کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ مثلاً خلافت ثالثہ کے انتخاب پر بلاتردد بیعت اور اطاعت کے اقرار کے باوجود جب غور کیا تو دل میں بہت سی کمزوریاں اور میل دیکھی اس پر میں نے خدا سے بہت دعا کی کہ مجھے عاجزی اور انکساری کے ساتھ خلافت کی سب سے زیادہ خدمت و اطاعت کی توفیق ملے۔ آپ نے فرمایا کامل اطاعت کے باوجود نظریاتی اختلاف ہو سکتے ہیں لیکن تقویٰ کا تقاضا ہے کہ یہ اختلاف ایسا رنگ اختیار نہ کرے جو سلسلہ بیعت کے منافی ہو۔ آپ نے فرمایا خلافت رابعہ کے انتخاب کے وقت بعض پہلوؤں سے جماعت کے دل دکھے مگر خاندان نے کامل رضا کے ساتھ میری بیعت کی حتیٰ کہ حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ نے بھی آنکھوں میں انتہائی خلوص، پیار اور احترام کے ساتھ اطاعت کا اقرار کیا۔ پس خاندان نے انتخاب خلافت کے وقت جو عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے وہ اس امر کا متقاضی ہے کہ جماعت ان کے لئے دعا کرے۔

خوشخبری حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جماعت نے خدا کی رضا کے سامنے تسلیم خم کرنے کے بڑے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ ربوہ کی گلی گلی گواہ ہے بڑے سے بڑا ابتلاء آیا اور گزر گیا اور جماعت کو کوئی گزند نہ پہنچا سکا جماعت بڑی ہمت اور اخلاص کے ساتھ اتحاد پر قائم رہی۔ آپ نے فرمایا یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلاء تھا جس کا جماعت نے بڑی کامیابی سے مقابلہ کیا آئندہ انشاء اللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اب جماعت بڑی شان سے ترقی کرے گی اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔ پس خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی تجدید کریں تا کہ اللہ تعالیٰ آخری سانس تک ہم پر راضی رہے۔

تقویٰ کی اہمیت

خطبہ جمعہ 25 جون 82ء
مطبوعہ الفضل 5 جولائی 82ء

اولاد کے لئے دعا حضور ایدہ اللہ نے سورہ فرقان کی آیت 75 کی تلاوت کے بعد فرمایا اس آیت میں دعا کی صورت میں مومنوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ اے خدا! تو ہماری بیویوں اور اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما دوسری بات یہ فرمائی کہ آنکھوں کی ٹھنڈک اس رنگ میں عطا فرما کہ ہم متقیوں کے سربراہ کہلائیں فاسق اولاد پیچھے چھوڑ کر نہ جائیں۔ گویا آنکھوں کی ٹھنڈک متقی اولاد ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی منظوم کلام میں اولاد کے متقی ہونے کی خواہش اور دعا کی ہے۔ اس لئے احباب کو اپنی اولاد کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ نسلاً بعد نسلٍ متقی ہوں۔

نظریہ قیادت حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں دینی نظریہ قیادت پر روشنی ڈالی گئی ہے دین نے قیادت و سیادت کا ایک منفرد تصور پیش کیا ہے۔ دین نے محض سرداری مل جانے کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ متقیوں کا سردار بننا ایک قابل قدر چیز ٹھہرایا ہے۔ آپ نے فرمایا خلافت کی طاقت کا راز ایک خلیفہ کے تقویٰ میں اور دوسرے

جماعت کے مجموعی تقویٰ میں مضمر ہے۔آپ کے خلیفہ اور امام ہونے کی حیثیت میں جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت مجھے میسر آئے گی اتنی میں دین کی عظیم خدمت کرسکوں گا۔فرمایا محض تعداد کی کوئی حقیقت نہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں اقدار کی قیمت ہے تعداد کی نہیں۔قومیں اس وقت ترقی کرتی ہیں جب ان میں زندہ رہنے کی قدریں پیدا ہو جائیں۔جب تقویٰ کا معیار بلند ہوتا چلا جائے تو جماعت میں اتنی مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں اور آخرکار ایک ابدی غلبہ نصیب ہوتا ہے۔اس غلبہ کی قیمت اسی وقت پڑتی ہے جب یہ غلبہ تقویٰ کے تابع ہو ورنہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں متقیوں کی جماعت بننے کی دعا کرنی چاہئے۔

خدمت اور تقویٰ حضور انور نے فرمایا دین نے قیادت کا جو تصور پیش کیا ہے وہ بیک وقت سرداری اور خادمیت سے عبارت ہے۔اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔**سید القوم خادمھم** حضور نے فرمایا احباب دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں خادم دین بنائے رکھے اور بنی نوع انسان کی خدمت و بہبود کے لئے کام کرنے کی بھی توفیق بخشے۔آپ نے ایک حدیث پڑھ کر سنائی جس میں آنحضورؐ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔بعدازاں حضور نے آئینہ کمالات اسلام سے تقویٰ کی اہمیت کے بارہ میں ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور تقویٰ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود کے بعض اشعار بھی سنائے۔

مقام خلافت

خطبہ جمعہ 2 جولائی 82ء
مطبوعہ الفضل 14 جولائی 82ء

نبوت کا انعام سورہ بنی اسرائیل آیت 84-85 کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا ان آیات میں اللہ کے جس انعام کا ذکر ہے وہ نبوت کا انعام ہے اور سب سے بڑا انعام آنحضرت ﷺ کی بعثت ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن لوگوں نے بدقسمتی سے اس نعمت کا انکار کیا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے ہیں وہ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں۔منکرین اس خطرناک ہلاکت کو دیکھ کر اپنی نجات سے مایوس ہو جائیں گے۔قرآن نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت سے کبھی انکار نہ کیا جائے اور آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے کبھی سرمو انحراف نہ کیا جائے۔جو انحراف کرے گا وہ بدنصیب ہوگا اور تقدیر الٰہی ظاہر کر دے گی کہ وہ کون تھے جو نجات پانے والے تھے اور کون تباہ ہونے والے تھے۔

دشمن کے لئے دعا حضور انور نے فرمایا ان آیات میں جماعت احمدیہ کے لئے یہ سبق ہے کہ ہر تکلیف کے مقابلہ میں دشمنوں کی بھلائی سوچے اور ہر دکھ دینے والے کیلئے دعا کی جائے۔غصے کی حالت میں دل میں رحم کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ہم میں سے کمزور سے کمزور احمدی کے قدم میں بھی لغزش نہ آئے اور سیرت نبوی کی پیروی میں ثبات قدم دکھائے۔حضور نے اس بات کو ایک کہاوت سے واضح فرمایا کہ ایک گائے نے ڈوبتے ہوئے بچھو کو دریا سے نکالا تو بچھو نے اسے ڈنک مارا۔ایک خرگوش نے گائے سے کہا کہ جب تو اس بچھو کی فطرت سے واقف تھی تو اسے کیوں بچایا۔گائے نے کہا میں اپنی فطرت سے مجبور تھی۔مجھے رب نے بنایا ہی ایسا ہے کہ میں نیکی کروں اور اس بدقسمت بچھو کا مقدر یہ ہے کہ وہ ہر ایک کو ڈنک مارے۔آنحضرت ﷺ نے دشمنوں سے دکھ پر دکھ اٹھائے اور یہ جانتے ہوئے انؐ کے ساتھ نیکی کی کہ یہ جواباً آپ سے ہمیشہ برائی کریں گے۔

خلفا میں موازنہ حضور نے فرمایا احمدیوں میں یہی روح کارفرما رہنی چاہئے۔یہی ایک سانچہ ہے جس میں خود کو ڈھالنا چاہئے۔یہ ایک اجتماعی طرز عمل ہے مگر ایک فردی طرز عمل ہے جو خلفائے راشدین نے سنت نبوی کی پیروی میں اختیار فرمایا۔آنحضرت کی سیرت کا بحر ذخار کسی ایک فرد میں اکٹھا ہو بھی نہیں سکتا تھا۔خلفائے راشدین نے اپنی اپنی طبیعت کے مطابق سیرت نبوی سے رنگ پکڑے اور اس کا جدا جدا اظہار کیا۔جن لوگوں نے یہ بات نہیں سمجھی وہ نادانی سے خلفاء کا آپس میں مقابلہ کرنے لگ جاتے ہیں۔حضور نے فرمایا اس میں جماعت احمدیہ کے لئے یہ نصیحت ہے کہ وہ ایسی لغو دلچسپیوں سے باز رہیں کسی کے کہنے سے کسی خلیفہ کے مقام ومنصب میں فرق نہیں پڑے گا۔اصل مقام تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ کسی نے اپنی استعداد کے مطابق پورا استفادہ کیا ہے یا نہیں۔انسان کو اپنی لاعلمی اور جہالت کا ادراک کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے۔بندے کا کام یہ ہے کہ وہ دعا اور استغفار سے کام لے۔ساری جماعت دعا کرے کہ خلیفہ وقت پر اللہ کی رضا کی نظر پڑے۔

خلیفۃ المسیح پر جتنی اللہ کی رضا کی نظر پڑے گی اتنی ہی ساری جماعت پر اللہ کی رضا کی نظریں پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کا حیرت انگیز مالی نظام

خطبہ جمعہ 9 جولائی 82ء
مطبوعہ الفضل 20 جولائی 82ء

کارکنان جماعت حضور ایدہ اللہ نے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا صدر انجمن احمدیہ کا جو مالی سال یکم جولائی 81ء سے شروع ہو کر 30 جون 1982ء کو ختم ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا ہے۔ محاصل خالص میں بفضلہ تعالیٰ زائد از بجٹ وصولی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا اس موقع پر ہم جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں وہاں ان مرکزی یا مقامی کارکنان کا شکریہ بھی واجب ہے جنہوں نے سارا سال بڑی محنت اور خلوص کے ساتھ محض للہ وقت دیا ہے اور اپنی ذاتی آرزوؤں کو سلسلہ کی ضروریات پر قربان کر کے دن رات کام کیا۔ یہ کارکنان نظام جماعت کی کیڑیاں (چیونٹیاں) ہیں۔ دنیا کی نظر میں ان کا کوئی مقام ہو یا نہ ہو اللہ کی نظر میں ان کا بڑا مقام ہے اس لئے ان سب کارکنان کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

خوشی کی وجوہ حضور انور نے فرمایا اگر ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو اس روپیہ کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ حکومتوں کے بجٹ اور ان کے اعداد و شمار کے مقابلہ میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ کی کوئی حیثیت نہیں۔ حکومتوں کی بات الگ رہی صرف عیسائیت کے بعض فرقے اپنے مذہب کی اشاعت پر یومیہ جو خرچ کرتے ہیں وہ ہمارے سال کے بجٹ سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں جب میں نے اپنے دل کی کیفیت کا تجزیہ کیا تو مجھے اس خوشی کی تین وجوہات نظر آئیں۔

پہلی وجہ یہ کہ یہ روپیہ ہمارے رب کریم کے اس پیار کا مظہر ہے جو آغاز جماعت سے لے کر اب تک شامل حال ہے شروع میں احمدی احباب نے دو دو پیسے چندہ دیا آج دو کروڑ کو بھی وہ حیثیت حاصل نہیں جو اس دو پیسے کو تھی۔ جماعت کا مالی نظام دنیا کے مالی نظاموں سے یکسر ممتاز اور منفرد ہے اس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔

اس خوشی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص پیار کے رنگ میں فرمایا تھا کہ "میں تینوں اتنا دیاں گا کہ توں رج جاویں گا"۔ رج جانے کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کا پس خوردہ بچ جایا کرتا ہے چنانچہ میں نے منصب خلافت پر آنے کے بعد کوئی کمی محسوس نہیں کی زیر تکمیل کاموں کے لئے حضور کے دور کا بہت سا روپیہ ابھی بچا پڑا ہے۔ خوشی اور شکر کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اس روپے میں حق حلال کی کمائی اور اہل ایمان مزدوروں کا پسینہ شامل ہے۔ دنیا کی ساری پاک چیزیں جو قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں وہ اس روپے میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس روپے کو ہمیشہ پاک و صاف رکھے اور اس میں برکت ڈالے۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا معاندین اور حاسدین کی طرف سے دائر کردہ مختلف مقدموں میں روپیہ اور وقت ضائع کرنا پڑتا ہے ہمارا اصل مقدمہ تو آسمان پر دائر ہے دعا کریں احکم الحاکمین اپنا فیصلہ جلد صادر فرمائے اور ہمیں دنیا کی عدالتوں کی احتیاج سے مستغنی کر دے۔

خلافت احمدیہ سے سچی وفاداری اور قبولیت دعا

خطبہ جمعہ 16 جولائی 82ء
مطبوعہ الفضل 27 جولائی 82ء

جمعۃ الوداع حضور ایدہ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیت 187 کی تلاوت کے بعد رمضان کی برکات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس مبارک مہینے میں آخری عشرہ اور اس عشرہ میں آج کا دن یعنی جمعۃ الوداع خاص امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ آج کے دن سارے عالم میں دو قسم کے لوگ اکتساب فیض کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو بڑے دکھ کے ساتھ کہتے ہیں پتہ نہیں اس بابرکت مہینے سے وہ کما حقہ فائدہ اٹھا سکے ہیں یا نہیں اور وہ سارا سال اس جمعہ اور رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے کی دعائیں بھی کرتے ہیں جب کہ ایک بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو بزبان حال کہتے ہیں آج کی نمازوں کو سال بھر کی نمازوں اور عبادتوں کا کفیل بنا دے اس طرح وہ جمعۃ الوداع کی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وفا اور پیار کا تقاضا ہے کہ خدا سے بھی وفا اور پیار کیا جائے۔

وسیلہ حضور نے فرمایا اذا سالك تجھ سے سوال کرنے کا لفظ بڑا اہم ہے کہ اے رسول! جب تجھ

سے میرے بارہ میں پوچھیں گے تو پھر ہی میں ان کے قریب ہوں گا دوسرے لفظ عبادی میں اللہ کی شفقت کا اظہار ہے اس کی مثال اس بے قرار ماں کی سی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو- جب اس کا بچہ مل جاتا ہے تو اس وقت جو کیفیت اس ماں کی ہوتی ہے- وہی کیفیت جب کسی بندہ میں خدا کو پانے کے لئے پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے **انی قریب** کا مژدہ سناتا ہے- حضور نے اس سلسلہ میں ایک اہم نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا مشرک کہتے ہیں کہ ہم بتوں کو اللہ سے تعلق حاصل کرنے کا وسیلہ بناتے ہیں- یہ وسیلہ اسی طرح کا ہے جس طرح تم حضرت نبی کریمؐ کو وسیلہ بناتے ہو- آپ نے فرمایا آنحضرت ان معنوں میں وسیلہ ہیں کہ آپ نے اپنے رب کریم کی پکار کا بہترین جواب دیا جس کے نتیجہ میں اللہ نے آپ سے سب سے بڑھ کر پیار کیا اور فرمایا کہ جو شخص آنحضرت سے عشق و محبت اور آپ کی کامل فرمانبرداری اختیار کرے گا اسے تعلق باللہ حاصل ہو جائے گا- اس میں اس اٹل اصول کا بھی اظہار ہے کہ دعائیں اسی وقت سنی جاتی ہیں جب دعا کا سلسلہ یک طرفہ نہ ہو بلکہ اللہ کی بات بھی مانی جائے-

اطاعت خلافت حضور نے فرمایا یہی سلسلہ خلافت کے ساتھ بھی ہے بے شمار لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں- میری ذات کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں میری اندرونی کیفیت تو ناقابل بیان ہے لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے اس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفہ وقت کی دعا بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی اس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے- اللہ تعالیٰ اسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے-

عیدالفطر اور اس کا حقیقی فلسفہ

خطبہ عید 22 جولائی 82ء
مطبوعہ الفضل 22 ستمبر 82ء

تبرک حضور ایدہ اللہ نے سورہ انشراح کی تلاوت کے بعد فرمایا رمضان کے بعد آنے والی اس چھوٹی عید کی اہمیت دراصل سنت نبوی کی پیروی میں اچھے اور نئے کپڑے پہننے سے ہے- اس روایت کے علی الرغم بعض اوقات پرانے لباس میں بھی ایسی عظمت اور تقدیس پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ نئے لباس پر فوقیت پا جاتا ہے- ایسی ہی ایک چیز آج میں نے بھی پہنی ہے اور یہ حضرت مصلح موعود کا وہ کلہ ہے جس پر حضور پگڑی باندھا کرتے تھے- یہ اب بہت پرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے- میری بڑی بہن باجی جان ناصرہ بیگم صاحبہ نے یہ مجھے عید کا تحفہ دیا ہے-

لباس تقویٰ حضور نے فرمایا کوئی کتنا ہی قیمتی اور اعلیٰ لباس ہو اس سے شان نہیں پیدا ہو سکتی- شان اور عظمت تو اچھے اعمال کی رہین منت ہے- انسان کپڑوں سے نہیں بلکہ کپڑے انسانوں سے عزت پاتے ہیں حتیٰ کہ ایسے کپڑوں کو اتنی عزت حاصل ہو جاتی ہے کہ بادشاہ بھی ان سے برکت ڈھونڈتے ہیں- آپ نے فرمایا اگر کسی کو اچھا کپڑا میسر نہ آئے تو شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں کیونکہ جس انسان کامل کے لئے دنیا بھر کی زینتیں بنائی گئی تھیں اس کے کپڑے بھی تو بڑے سادہ اور معمولی ہوتے تھے-

حضور انور نے فرمایا بعض اوقات کپڑے انسان کی گمراہی کا موجب بن جاتے ہیں اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ اگر کسی نے ریشم کے کپڑے پہنے تو وہ مستوجب سزا ہوگا جب کہ بعض اوقات پھٹے پرانے کپڑے غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں حضور نے مثال کے طور پر محمود کے غلام ایاز کا ذکر فرمایا جس کے متعلق اس کے حاسدوں نے مشہور کر دیا تھا کہ یہ رات کو چھپ کر ایک کوٹھڑی میں جا کر اپنا خزانہ دیکھتا ہے- بادشاہ نے جب تحقیق کروائی تو پتہ لگا اس کوٹھڑی میں ایاز کے غریبی کے دور کے پھٹے پرانے کپڑے پڑے ہوئے ہیں جن کو وہ روزانہ عبرت حاصل کرنے کے لئے دیکھا کرتا تھا تا کہ اس کے نفس میں غرور اور تکبر نہ پیدا ہو جائے-

دائمی عید حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بعض لوگوں یا بچوں کو زمینی کپڑے میسر نہ آئیں تو یہ بات یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق اصل لباس تو تقویٰ کا لباس ہے- اس عید کے موقع پر نئے کپڑے پہننے میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ رمضان کے دوران خصوصی عبادت و ریاضت کی توفیق ملتی ہے جو دراصل پرانے کپڑے اتار کر تقویٰ کا چولہ پہننے کے مترادف ہے- آپ نے فرمایا جس شخص کا رمضان عبادت میں گزرا ہو اس کے کپڑے خواہ کیسے ہی ہوں ان پر رب کریم کی پیار کی نظر پڑے گی اور یہی عید کا حقیقی فلسفہ ہے- حضور نے آیات تلاوت کردہ سے استدلال کرتے ہوئے یہ لطیف نکتہ بھی بیان

فرمایا کہ جو قومیں ترقیات چاہتی ہیں وہ تنگی اور تکلیف اٹھا کر قدم آگے بڑھاتی ہیں اس لئے ہر دفعہ جب آسائش کا دور آئے تو ایک نئی مشقت کی منزل تک پہنچنے کے لئے تیاری کرنی چاہئے تا کہ وہ عید عطا ہو جو دائمی ہے۔

جماعت احمدیہ کے مالی نظام کی اصل بنیاد

خطبہ جمعہ 23 جولائی 82ء
مطبوعہ الفضل 28- اگست 82ء

حضور انور نے سورہ محمد کی آخری آیت کی تلاوت کے بعد انفاق فی سبیل اللہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو بعض لوگ بخل سے کام لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے چندوں کا محتاج نہیں وہ غنی ہے۔ اسی طرح احباب جماعت بھی یاد رکھیں کہ نظام سلسلہ ان کے چندوں کا محتاج نہیں۔ اگر وہ اپنے عہد سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا جو ان جیسے نہیں ہوں گے۔

خطرات سے آگاہی حضور نے فرمایا میں نے ایک گزشتہ خطبہ میں مالی رنگ میں جماعت پر نازل ہونے والے فضلوں کی خوشخبری سنائی تھی اب میں ان خطرات سے بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو جماعت کے مالی نظام میں شامل ہونے کی وجہ سے ایک طبقے کو لاحق ہیں۔ ہماری جماعت کا سارا مالی نظام تقویٰ پر مبنی ہے اس لئے احباب جو مال بھی خدا کی راہ میں پیش کریں اس میں خالصتہ تقویٰ مدنظر ہونا چاہئے۔ وہ مال پاک اور طیب ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں خدا کے حضور ایسا مال پیش کرنا چاہئے جسے نہ کیڑا لگتا ہو اور نہ وہ زنگ آلود ہوتا ہو۔ تقویٰ سے خالی مال عنداللہ قبولیت کا درجہ نہیں پاتا۔

دھوکا نہ دیں حضور نے تلاوت کردہ آیت کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضرت اقدس نے یہ انذار فرمایا ہے کہ چندہ کے معاملہ میں خدا کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اس سے نہ تو خدا خوش ہوتا ہے اور نہ ہی امام وقت سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ جب خلیفہ وقت نے چندے کی ایک شرح مقرر کر رکھی ہے تو اس میں بددیانتی سے کام لینا اور جھوٹ شامل کرنا ایک احمقانہ کوشش ہے۔ اسی طرح معیار سے کم قربانی پیش کرنا بھی اللہ کو دھوکا دینے کے مترادف ہے اس سے ساری عمر کی قربانیاں رائیگاں چلی جاتی ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے مالی نظام کو ہر پہلو سے پاک صاف رکھے۔ ہمارے نفس کی ملونیوں سے ہمیں بچائے۔ جماعت احمدیہ اپنی مالی قربانی کو معیار پر لے آئے تا کہ چندے میں غیر معمولی برکت عطا ہو۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ میں فرمایا چند دن تک اس بابرکت سفر پر روانہ ہونا ہے جس میں اور کاموں کے علاوہ بیت بشارت سپین کا افتتاح کرنا بھی شامل ہے۔ احباب اس سفر کی کامیابی کے لئے کثرت سے دعائیں کرتے رہیں۔

تقویٰ کا لباس

خطبہ جمعہ 30 جولائی 82ء کراچی
مطبوعہ الفضل 8 ستمبر 82ء

اسلوب قرآن حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کے بارہ میں منکرین قرآن نے دھوکا کھایا لیکن دیکھنے والی آنکھیں اور غور کرنے والے دل اس حقیقت کو پا گئے۔ قرآن کا اسلوب یہ ہے کہ ادنیٰ اور روزمرہ کی باتوں کو پکڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر مضمون ختم کرتا ہے مثلاً لباس ہی کو لے لیجئے۔ دنیا میں لباس کا ذکر شعر و ادب میں بھی ملتا ہے اور مذاہب میں بھی۔ لیکن قرآن کریم نے لباس کا جو مضمون باندھا ہے وہ نہ تو دنیا کے شاعروں کے کلام میں ملتا ہے نہ کسی دوسرے مذہب میں نظر آتا ہے۔ قرآن کریم حیرت انگیز کلام ہے۔ یہ لباس کے مضمون کو **لباس التقویٰ ذلك خیر** کہہ کر ایک دم خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہمارے ظاہری لباس سے بھی **لباس التقویٰ** کا ایک تعلق ہے۔ حضور نے اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ بعض دفعہ کپڑے اس قابل نہیں ہوتے تھے کہ ان کو پہن کر سکول جایا جائے۔ ایک دفعہ میرے پاس قمیص نہیں تھی۔ میں شلوار اور اچکن پہن کر سکول چلا گیا۔ پی ٹی میں اچکن میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر استاد بڑے حیران ہوئے۔ انہوں نے میرے گریبان میں جھانک کر دیکھا تو سمجھ گئے۔ پس اعلیٰ مقاصد کے رستے میں لباس کو حائل نہیں ہونے دینا چاہئے یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔

جھوٹی عزت حضور نے فرمایا آنحضرتؐ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اگر تقویٰ کا لباس دنیاوی لباس کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے تو پھر وہ الٰہی رنگ پکڑ لیتا ہے۔ **لباس التقویٰ** بھی رنگ بدلتا رہتا ہے کہیں یہ آپ کے پاس غربت میں

آزمائش کے لئے آجاتا ہے اور کہیں امارت میں امتحان بن جاتا ہے حضور نے اپنی طالب علمی کے زمانے کا ایک اور واقعہ بتایا- آپ نے فرمایا انگلستان میں مجھے انگریزی لباس پہننا پڑا جب واپس آنے لگا تو مجھے شلوار قمیص اور اچکن پہننے کا مشورہ دیا گیا لیکن میں اسی لباس میں جب ربوہ پہنچا تو لوگوں نے کہا بھیجا کیا تھا اور واپس کیا بن کے آیا ہے لیکن میں دل میں خوش تھا کہ خدا نے مجھے جھوٹی عزت سے بچا لیا- پس لباس انسان خواہ کیسا ہی پہنے اصل بات یہ ہے کہ لباس کے ساتھ تقویٰ رہنا چاہئے- اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ محض لباس دیکھ کر فیصلے نہیں کرنے چاہئیں کہ کوئی متقی ہے یا نہیں البتہ یہ صحیح ہے کہ لباس بحیثیت غلام استعمال ہونا چاہئے انسان کا آقا نہیں بننا چاہئے- تقویٰ کے لباس کی حقیقت یہی ہے- لباس انسان کی ہر خامی کو ڈھانپ لیتا ہے اسی لئے فرمایا اللہ کے گھروں میں جاؤ تو تقویٰ کا لباس پہن کر جاؤ اب چونکہ ساری دنیا سے احمدی سپین کی بیت الذکر کے افتتاح پر پہنچیں گے اور ظاہری طور پر مختلف لباسوں میں آئیں گے- لیکن ان میں جو چیز قدر مشترک ہوگی وہ لباس التقوی ہے اس لئے دوست یہ یونیفارم ساتھ لے کر جانا نہ بھولیں- جو لوگ سپین جا نہیں سکتے وہ تقویٰ کا لباس پہن کر ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو وہاں جائیں گے-

کائنات کا حسن اور بصیرت کی آنکھ

خطبہ جمعہ 6- اگست 82ء ناروے
مطبوعہ الفضل 23 جولائی 83ء

حضور نے سورہ انعام کی آیت 103 تا105 کی تلاوت کے بعد فرمایا ناروے قدرتی حسن سے مالامال ہے حسن کی یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتی نظر آتی ہے- لیکن یہاں بسنے والے انسانوں کے دل حمد سے خالی اور عاری دکھائی دیتے ہیں- حسن و رعنائی کے ان نظاروں میں گویا ویرانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں- حضور نے فرمایا ربوہ میں بسنے والے احمدی شدید گرمی میں روزے رکھتے رہے ہیں تعجب ہے کہ وہ جگہیں جہاں خدا زیادہ یاد آنا چاہئے کیونکہ اللہ نے زیادہ فیاضی کا سلوک فرمایا ہے وہ تو خدا کی یاد سے خالی ہیں لیکن وہ جگہیں جہاں انسان آزمائشوں میں مبتلا ہیں ان جگہوں میں اللہ بس رہا ہے-

ہر حسن کا سرچشمہ حضور نے آیات تلاوت کردہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کائنات کا خالق و مالک خدا ہی تمام حسن کا سرچشمہ اور ہر نور کا منبع ہے پس اسی کی عبادت کرو مگر ظاہری آنکھوں سے دیکھنے والے اس کی مقدرت نہیں رکھتے حالانکہ بصیرت ہی نہیں بصائر یعنی بے شمار روشنیاں عطا کی گئی ہیں جو چاہے اس نور اور روشنی سے فائدہ اٹھالے اور جو چاہے وہ اپنی آنکھیں اندھی رکھے اور بصائر سے غافل رہے- حضور نے فرمایا بصائر بنی نوع انسان تک نبیوں کے ذریعہ پہنچتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے- جب تک خدا کا برگزیدہ بندہ آکر دکھا نہیں دیتا کہ خدا ہے اس وقت تک انسان کا تصور خدا تک نہیں پہنچ سکتا- آپ نے فرمایا بصیرت کا سرچشمہ اور منبع ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں- آپ ہی سے سارے نور پھوٹے تھے اور اب بھی پھوٹیں گے جو نوع انسان کو خدا کی طرف لے جائیں گے- پس موجودہ زمانے میں بھی احمدیت کا یہی پیغام ہے کہ اگر چاہو تو احمدیت قبول کر کے بصیرت حاصل کرو اور دنیا کو بھی غور و فکر کرنے کی صلاحیت عطا کرو اور چاہو تو اس سے منہ موڑ کر اندھے کے اندھے رہو-

حضور انور نے فرمایا آج خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے اور دنیا سے منوانے کا فریضہ ہم احمدیوں کو سونپا گیا ہے- پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم نہ صرف خود اپنے رب تک پہنچنا سیکھیں بلکہ خدا کے بندوں کو بھی رب کریم تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اس کے بغیر آنحضرت ﷺ کی غلامی اور اپنے رب کی عبودیت کا حق ادا نہ ہوگا-

دجال کا فتنہ اور اس سے بچنے کا طریق

خطبہ جمعہ 13- اگست 82ء ڈنمارک
مطبوعہ الفضل 13- اکتوبر 82ء

حضور نے سورہ کہف آیت 8 تا 11 کی تلاوت کے بعد فرمایا سورہ کہف میں ابتدائی عیسائیوں کی تکالیف اور کسمپرسی کا' پھر ان کے عروج و زوال کا' درمیان میں دین حق کے غالب آنے کا پھر مسلمانوں کے زوال پذیر ہونے کے بعد عیسائیوں کے از سر نو عروج پکڑنے کا اور بالآخر ان کے نیست و نابود ہونے کے بعد دین کے دوبارہ غالب آنے کا ذکر ہے- اس سورۃ کا تعلق عیسائیوں کے ابتدائی زمانہ سے بھی ہے اور

اس آخری زمانہ سے بھی ہے جس میں انہوں نے ایک دفعہ پھر عروج حاصل کر کے صفحہ ہستی سے نابود ہو جانا ہے اور اس کی جگہ دین نے دائمی طور پر غالب آنا ہے۔

تباہی سے بچنے کا طریق حضور نے فرمایا اس سورۃ کا تعلق دجال کے عروج سے بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو خروج دجال کی خبر دی اور اس کے ذریعہ دنیا بھر میں پھیلنے والی تباہی سے ڈرایا تو صحابہ نے پوچھا اس تباہی سے بچنے کا طریق کیا ہے؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سورہ کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات بکثرت پڑھا کرو تم دجال کے فتنے سے محفوظ رہو گے۔ اب یہ آیات کوئی جنتر منتر تو نہیں کہ محض ان کے پڑھنے سے ہی انسان دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ چونکہ اس سورۃ میں عیسائیوں کے عروج و زوال اور آخری زمانہ میں ان کے ذریعہ پھیلنے والے فتنہ کا ذکر ہے اور دین کے غالب آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور ان لوگوں کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں جن کے ذریعہ دین حق دنیا میں غالب آئے گا اس لئے جو وہ خوبیاں اپنے اندر پیدا کریں گے وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے۔

روشنی کا چارٹر حضور انور نے فرمایا اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ سورۃ اس زمانہ کے لوگوں کے لئے اور بالخصوص ہمارے لئے اور ہم میں سے بھی ان لوگوں کے لئے جو مغربی ملکوں میں آ کر آباد ہوئے ہیں خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ دانش اور روشنی کا ایک چارٹر ہے۔ اس پر غور کریں اور اس میں پوشیدہ حکمتوں کو تلاش کریں قرآن مجید کے معارف کبھی ختم نہیں ہو سکتے ناممکن ہے کہ انسان باریک سے باریک ذرہ کے خواص کا احاطہ کر سکے پھر وہ ایک آیت کے معانی اور اس کے معارف پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے مغربی ملکوں میں رہنے والے احمدیوں پر زور دیا کہ وہ قرآن کریم پر غور اور تدبر کیا کریں۔ یہ کبھی نہ ختم ہونے والا سفر ہے لیکن ایک بہت حیرت انگیز سفر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا معین و مددگار ہو۔

غلبہ حق کی اصل طاقت

خطبہ جمعہ 20-اگست 82ء جرمنی
مطبوعہ الفضل 31-اکتوبر 83ء

سورہ آل عمران آیت 134-135 کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا جماعت احمدیہ آزمائشوں اور ابتلاؤں کے خطرناک ادوار میں سے گزرتی رہی ہے اور ہر بار نیا استحکام نئی تمکنت اور نئے ولولے عطا ہوتے رہے ہیں۔ 1974ء کے پرآشوب دور میں بھی دنیا احمدیوں کی مسکراہٹیں چھین نہ سکی بلکہ مصائب اور مشکلات ہمارے لئے ابدی رحمت اور فضلوں کا موجب بن گئیں۔ ایک دفعہ پھر جماعت کو ترقی اور استحکام نصیب ہوا۔ یہ نیا دور پہلے ادوار سے کہیں زیادہ عظیم فضلوں والا اور تسکین بخش ثابت ہوا۔ اس ضمن میں کچھ تقاضے ہم سے بھی ہیں اور وہ صبر و استقلال اور صدق و وفا کے تقاضے ہیں۔ اگر تنگی اور آسانی ہر حال میں رب کریم کے حضور سر تسلیم خم کرتے اور ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو ہمیشہ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ پورا کرتا رہے گا۔ اس پہلو سے جرمنی کی جماعت خدا کا ایک زندہ نشان ہے۔

جرمنی کے لئے جذبات محبت حضور نے فرمایا جرمنی کی جماعت کے اکثر نوجوانوں کے لئے میرے دل میں محبت کے جذبات خاص طور پر موجزن ہیں۔ انہوں نے پیش آمدہ مشکلات کے باوجود خدا کے حقوق ادا کئے حمد باری سے ان کے سینے معمور اور یاد الٰہی سے ان کی زبانیں تر ہیں ان سے جب کبھی مالی تحریک کی گئی انہوں نے دل کھول کر قربانی پیش کی۔ ان کی مالی قربانیاں ان کے مستقبل کی ضمانتیں ہیں جن سے بہتر چیز دنیا میں کسی اور قوم کو عطا نہیں ہو سکتی۔ حضور نے **الیس اللّٰہ** والی انگوٹھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جرمنی کی جماعت کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ آپ اس پیغام کا فیض اٹھاتے رہے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ اٹھاتے رہیں گے۔ تاہم اس کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ آپ عبادت کا حق پوری طرح ادا کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے اس الہام کی روح عبادت میں مخفی ہے اور عبادت ہی وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ احمدیت نے دنیا میں غالب آنا ہے۔

عبادت کے دو پہلو حضور انور نے فرمایا عبادت کے دو پہلو ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری پہلو بھی بڑا اہم اور ضروری ہے اگر ظاہری پہلو کی حفاظت نہ کی جائے تو محض وہ پٹرول رہ جائے گا جو کسی گاڑی کے چلانے کے کام آ سکتا ہے مگر گاڑی موجود نہ ہو گی تو پٹرول بھی کسی کام کا نہیں۔ اس لئے ان ملکوں میں پہلی ضرورت نماز کے ظاہری پہلو کی حفاظت ہے۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد کی انگلستان کو روانگی

روانگی سے قبل حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی زریں نصائح

نوٹ...... کتاب ''حیات ناصر'' چھپی تو یہ زریں نصائح منظر عام پر آئیں یہ تحریر ایک باپ کی ہے اپنے سب سے بڑے بیٹے (حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ کے نام انگلستان کے لئے روانگی کے مواقع پر) باپ کون؟ حضرت میرزا بشیر الدین احمد امام جماعت احمدیہ...... مگر ملاں بدستوران کلمہ گوؤں کے معتقدات پر کیچڑ اُچھال رہا ہے بلکہ یہ کیچڑ اُس کا روزگار بن گیا ہے۔(ایڈیٹر)

عزیزم ناصر احمد سَلَّمَكَ اللّٰه

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

تمام علوم کا چشمہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یہ وہ صداقت ہے۔ جسے میرے کانوں نے سنا۔ میری آنکھوں نے دیکھا۔ اور میرے باقی حواس نے اس کا مشاہدہ کیا۔ میں سنی سنائی بات پر ایمان نہیں لایا۔ بلکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے عریاں جلوے دیکھے۔ اس کی قدرتوں کو اپنے نفس اور اپنے گرد کی اشیاء میں اچھی طرح مشاہدہ کیا۔ پس میں ایک زندہ گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ایک آئینہ ہوں۔ اُس کے حسن بے عیب کا اور دنیا کی کوئی دلیل مجھے اس کے در سے پھرا نہیں سکتی۔ کوئی لالچ یا کوئی خوف مجھے اس سے دور نہیں کر سکتا۔ میں نے دیکھا اور مشاہدہ کیا۔ کہ اس کے دیئے ہوئے علم کے سوا کوئی علم نہیں اور اس کی دی ہوئی عقل کے سوا کوئی عقل نہیں۔ دنیا کے عاقل اس کے سامنے بے وقوف ہیں۔ اور دنیا کے عالم اس کے سامنے جاہل ہیں۔ جو اس سے دور ہوا حقیقی علم سے دور ہوا۔ پس جو یہ خیال کرے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے جاری کیے ہوئے چشمہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے علم حاصل کر سکتا ہے وہ نہایت احمق اور جاہل ہے۔ علم سب کا سب قرآنؐ میں ہے۔ اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے۔ میں نے دنیا کا کوئی علم نہیں سیکھا۔ میں مدرسہ میں ہمیشہ فیل ہوا۔ اور ناکام ہی میں نے مدرسہ چھوڑا۔ دوسری تعلیم سوائے قرآنؐ کے کوئی حاصل نہیں کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ سے مجھے دنیا کے سب علوم کے اصول سکھا دیئے ہیں۔ میں لوگوں کی خود ساختہ اصطلاحات بے شک نہیں جانتا۔ لیکن میں ان سب علوم کو جانتا ہوں۔ جو انسان کے دماغ کی روشنی دینے اور اعمال انسانی کی اصلاح اور اس کی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ آج تک کسی علم والے سے میں مرعوب نہیں ہوا۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اپنے مخالف پر غالب رہا ہوں۔ اس نے میری عقل کو روشنی بخشی۔ اور میرے علم کو نور عطا کیا۔ اور ایک جاہل انسان کو عالم کہلانے والوں کا معلّم بنایا۔ فَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

انگلستان بھیجنے کی وجہ

(۱) اس تجربہ کے بعد میرا خیال یہ کرنا کہ تم انگلستان علم سیکھنے جاتے ہو۔ پرلے درجہ کی ناشکری اور انتہا درجہ کی احسان فراموشی ہوگا۔ سب علم ''قرآن کریم'' میں ہے۔ اس لیے سب سے پہلے میں نے تمہیں قرآن پڑھوایا۔ بلکہ حفظ یاد کروایا۔ پس پیشتر اس کے کہ تم ہوش سنبھالتے علم کا سرچشمہ تمہیں دلایا گیا۔ اور عرفان کا دریا تمہارے اندر ہی جاری کر دیا گیا۔ اب آگے اس سے فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔ پس اگر تم یہ محسوس کرتے ہو۔ کہ جو کچھ تم باہر سیکھتے ہو۔ اس سے بڑھ کر تم کو قرآن کریم میں ملتا ہے۔ اور اگر تم یہ مشاہدہ کرتے ہو۔ کہ باقی سب علم مردہ ہیں۔ اور صرف قرآن کریم کا علم زندہ ہے۔ اگر ان باتوں کو تم ایک ایمانی کیفیت کے طور پر نہیں محسوس کرتے ہو۔ بلکہ حق الیقین کی طرح اپنے وجود میں پاتے ہو۔ اور ہمیشہ اس کا تازہ بتازہ مشاہدہ تم کو حاصل ہوتا ہے۔ تو تم سمجھ لو۔ کہ تمہارا قدم ایمان کے مقام پر رکھ دیا گیا ہے اب صرف عرفان اور سلوک کی منازل کا طے کرنا باقی ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ اگر یہ امر تمہارے مشاہدہ میں ابھی نہیں آیا اگر ایک ایمانی احساس سے زیادہ اس حقیقت کو جامہ نہیں ملا۔ تو سمجھ لو کہ ابھی منزل مقصود کا نشان بھی تم کو نہیں ملا اور ابھی تم دیار محبوب کے قریب بھی نہیں پھٹکے۔ اس صورت میں ہوشیار ہو جاؤ۔ کہ شیطان تمہارے قریب ہے۔ اور ابلیس تم پر پنجہ مارنا ہی چاہتا ہے۔

شاید میں اپنے مقصد سے دور ہو رہا ہوں۔ میں تم کو یہ بتانا چاہتا تھا۔ کہ سب علمُ قرآن کریمؐ میں ہی ہے۔ اور اس کی کنجی محبت الٰہی ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اسے قرآن کریم کا علم دیا جاتا ہے اور جو اس کے قبضہ میں اپنے آپ کو دے دیتا ہے۔ وہ اس کی عرفان کے دودھ سے خود پرورش کرتا ہے۔ پس میں تم کو انگلستان کسی علم سیکھنے کے لیے نہیں بھجوا رہا۔ کہ جو کچھ علم کہلانے کا مستحق ہے۔ وہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور جو قرآن کریم میں نہیں وہ علم نہیں۔ جہالت ہے۔ میں مبالغہ سے کام نہیں لے رہا۔ میں کلام کو چست فقرات سے مزین نہیں کر رہا۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ ایک مشاہدہ ہے اور اس کے لیے میں ہر قسم کی قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں میرے کلام میں نقص کا احتمال تو ہو سکتا ہے۔ لیکن مبالغہ کا نہیں۔ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا اَقُوْلُ شَهِيْد''

میں تم کو انگلستان بھجوا رہا ہوں اس غرض سے جس غرض سے رسول کریمؐ اپنے صحابہ کو فتح مکہؓ سے پہلے مکہ بھجوایا کرتے تھے۔ میں اس لیۓ بھجوا رہا ہوں کہ تم مغرب کے نقطہ نگاہ کو سمجھو۔ تم اس زہر کی گہرائی کو معلوم کرو۔ جو انسان کے روحانی جسم کو ہلاک کر رہا ہے۔ تم۔ ان ہتھیاروں سے واقف اور آگاہ ہو جاؤ۔ جن کو دجّال، اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ غرض تمہارا کام یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کے لیے اور دجالی فتنہ کی پامالی کے سامان جمع کرو۔ یہ مت خیال کرو کہ وہاں سے تم کچھ حاصل کر سکتے ہو۔ وہاں کی ہر چیز آسانی سے یہاں مل سکتی ہے۔ تم کو میں اس لیے وہاں بھجوا رہا ہوں کہ تم وہاں کے لوگوں کو کچھ سکھاؤ۔ اگر تم کوئی اچھی بات ان میں دیکھو۔ تو وہ تم کو مرعوب نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ مسلمانوں میں موجود نہیں۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ وہ اسلام میں موجود نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسے بھلا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَهَا حَيْثُ وَجَدَ آپ کے اس قول میں (فداہ نفسی وروحی) اس طرف اشارہ ہے۔ کہ اسلام کے باہر کوئی اچھی شے نہیں۔ اگر کوئی ایسی شے نظر آئے تو یا تو ہمارا خیال غلط ہوگا۔ اور وہ شے اچھی نہیں۔ بلکہ بری ہوگی۔ یا پھر اگر وہ اچھی چیز ہوگی۔ تو وہ

ضرور قرآن کریم سے ہی لی ہوئی ہوگی۔ اور مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوگی۔ جو کچھ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ میں اس کا ایک زندہ ثبوت ہوں۔ میں گواہ ہوں۔ اس راستباز وں کے بادشاہؐ کی بات کی صداقت کا۔

پس ایسا نہ ہو۔ کہ تم یورپ سے مرعوب ہو۔ خدا تعالیٰ نے جو ہمیں خزانہ دیا ہے۔ وہ یورپ کے پاس نہیں۔ اور جو ہمیں طاقت دی ہے۔ وہ اسے حاصل نہیں۔ تم ایک اسلام کے سپاہی کی طرح ہو جاؤ۔ اور وہ سب کچھ اکٹھا کرو۔ جو اسلام کی خدمت کے لیے مفید ہو۔ اور اس سب کچھ کو لغو سمجھ کر چھوڑ دو۔ جو اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ہرگز کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ تم اسے زہر سمجھ کر اس کی شدت کا مطالعہ کرو۔ لیکن اسے کھاؤ نہیں۔ کہ زہر کھانے والا انسان اپنے آپ کو خود ہلاک کرتا ہے۔ اور لوگوں کی ہنسی اور تمسخر کا مستحق ہوتا ہے۔

شیطانی حیلہ سے بچنے کا طریق

(۲) تم ایک ایسے ملک کو جا رہے ہو جہاں ایک طرف شیطان عقلی طور پر سب پر غالب آنا چاہتا ہے۔ تو دوسری طرف عملی طور پر وہ سب کو اپنے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم نے قرآن کریم کو ذرہ بھر بھی سمجھا ہے۔ تو ان دونوں فتنوں سے تم کو کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ تم ہر اک شیطانی حیلہ کو پانی کے بلبلہ سے بھی زیادہ ناپائدار خیال کرو گے۔ لیکن اگر تمہارے دل میں کمزوری ہو۔ تو یاد رکھو۔ اس کا علاج ہمارے آقا نے پہلے سے بتا رکھا ہے۔ روزانہ ''سورۃ کہف'' کی دس ابتدائی اور دس آخری آیتیں پڑھ چھوڑو۔ اور ان کے مطالب پر غور کیا کرو۔ وہاں کی کوئی بری بات تم پر اثر نہیں کر سکے گی۔ اس طرح چاہیے۔ کہ روزانہ بلاناغہ گہ رات کو سوتے ہوئے تین دفعہ آیت الکرسی اور آخری تینوں قل پڑھ کر اور تینوں دفعہ اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سر اور دھڑ پر پھیر لیا کرو۔

تہجد پڑھنے کی تاکید

(۳) وہ تاریکی کا ملک ہے۔ تاریکی روشنی کی دشمن ہے۔ مومن روشنی کا حیوان ہے۔ اور تاریکی میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے اپنے لیے نور پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو۔ اس نور کے پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق تہجد ہے۔ بلاناغہ تہجد پڑھنے کی کوشش کرو۔ مگر وہاں کے حالات کے مطابق ایسے وقت میں تہجد پڑھو۔ کہ اس کے بعد صبح کی نماز پڑھ کر سو سکو۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہ انسان تہجد پڑھے۔ اور صبح کی نماز قضا کر دے۔

تلاوت قرآن کریم

(۴) قرآن کریم میں نے تم کو حفظ کرا دیا۔ اس کا یاد رکھنا تمہارا کام ہے۔ اس کی روزانہ تلاوت کو نہ بھولنا۔ میں اس کی خوبیوں کے متعلق پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس کے بھیجنے والے سے زیادہ اس کو کون تعریف کر سکتا ہے۔ جو کچھ اس نے بتایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ نور ہے۔ وہ بیان ہے۔ وہ فرقان ہے۔ وہ تفصیل لکل شیئ ہے۔ وہ قول کریم ہے۔ وہ کتاب مکنون ہے۔ علم وعمل کے لیے وہی سب کچھ ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے۔ لغو ہے، فضول ہے، بلکہ زہر ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انسان آنکھیں کھول کر اس کو پڑھے۔ اور دل کی کھڑکیوں کو کھولے رکھے۔

دعا کرتے رہو

(۵) دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور مومن کی جان ہے۔ اور جو دعا میں غفلت کرتا ہے۔ متکبر ہے۔ اور اپنے آقا سے کبر کرتا ہے اس قابل نہیں کہ کوئی شریف آدمی اسے منہ لگائے۔ دعا اس کا نام نہیں کہ انسان منہ سے کہہ دے۔ سمجھ لے۔ کہ دعا ہو گئی۔ دعا پگھل جانے کا نام ہے موت اختیار کرنے کا نام ہے۔ تذلل اور انکسار کا مجسم نمونہ بن جانے کا نام ہے۔ جو جونہی منہ سے بکتا جاتا ہے اور تذلل اور انکسار کی حالت اس کے اندر پیدا نہیں ہوتی۔ جس کا دل اور دماغ اور جس کے جسم کا ہر ذرہ دعا کے وقت محبت کی بجلیوں سے تھرتھرا نہیں رہا ہوتا۔ وہ دعا سے تمسخر کرتا ہے۔ وہ اپنا وقت ضائع کر کے خدا تعالیٰ کا غضب مول لیتا ہے۔ پس ایسی دعا مت کرو۔ جو تمہارے گلے سے نکل رہی ہو۔ اور تمہارے اندر اس کے مقابل پر کوئی کیفیت پیدا نہ ہو۔ وہ دعا نہیں الٰہی قہر کے بھڑ کانے کا ایک شیطانی آلہ ہے۔ جب تم دعا کرو۔ تو تمہارا ہر ذرہ خدا تعالیٰ کے جلال کا شاہد ہو۔ تمہارے دماغ کا ہر گوشہ اس کی قدرتوں کو منعکس کر رہا ہو۔ اور دل کی ہر کیفیت اس کی عنایتوں کا لطف اٹھا رہی ہو۔ تب اور صرف تب تم دعا کرتے ہو۔ یہ کیفیت بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے۔ مگر جس کے ایمان کا بناد عشق الٰہی پر ہو۔ اس کے لیے اس سے زیادہ آسان اور کوئی شے نہیں۔ بلکہ اس کی طبیعت کا تو یہ کیفیت خاصہ بن جاتی ہے۔ اور وہ ہر وقت اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔ ایسے انسان کو یہ ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ ضرور الگ جا کر مُصلّٰی پر بیٹھ کر دعائیں کرے۔ وہ خلوت و جلوت میں دعا کر رہا ہوتا ہے۔ اور جب اس کی زبان پر اور اور کلام جاری ہوتے ہیں۔ اور اس کی آنکھ کے آگے اور نظارے پھر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی روح اپنے مالک وخالق کے عتبہ رحمت پر گری ہوئی اپنے لیے اور دنیا کے لیے طلب گار رحمت ہو رہی ہوتی ہے۔

عشق الٰہی پیدا کرو

(۶) خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق دلیل اور فلسفے پر مبنی نہ ہونا چاہیے۔ دلیل کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ راستہ دکھاتی ہے جب تک ہم نے راستہ نہیں دیکھا تب تک تو دلیل ہمارے کام آ سکتی ہے۔ لیکن جب ہم نے راستہ دیکھ لیا۔ پھر دلیل ہمارے کسی کام کی نہیں۔ پھر صرف عشق اور صرف عشق اور صرف عشق ہمارے کام آ سکتا ہے۔ اور جب عشق پیدا ہو جائے تو پھر اپنے محبوب سے جدا رہنا بالکل ناممکن ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرو۔ کہ اس سے زیادہ محبت کے قابل کوئی وجود نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا تعلق دلیل اور ثبوت تک رہے گا۔ تو تم کو تمہاری زندگی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ فائدہ اسی وقت ہوگا جبکہ عشق الٰہی دل میں پیدا ہو اور سب جسم پر بھی اس کا اثر ہو۔ کسی شاعر کا قول ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہاماً بھی نازل ہوا ہے۔ کہ ''عشق الٰہی دے منہ پر ولیاں ایہی نشانی'' پس اگر انسان خدا تعالیٰ کا ولی بننا چاہیے تو چاہیے کہ عشق الٰہی پیدا کرے۔ اور اس کے آثار اس کے جسم پر بھی ظاہر ہوں۔ ورنہ دل کے عشق کو کوئی کیا جان سکتا ہے۔ بہت لوگ اس دھوکہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ کہ ان کے ظاہر پر تو کوئی اثر عشق الٰہی کا ہوتا نہیں۔ مگر وہ خیال کر لیتے ہیں کہ عشق الٰہی ان کے دل میں پیدا ہے۔ آگ بغیر دھوئیں کے نہیں ہو سکتی۔ دل کی کیفیت چھپی نہیں رہ سکتی۔ جس کے دل میں عشق الٰہی ہوتا ہے۔ اس کی ہر حرکت اور اس کے ہر قول سے عشق الٰہی ہوتا ہے۔ اس کی ہر حرکت اور اس کے ہر قول سے عشق الٰہی کی خوشبو آ رہی ہوتی ہے۔ بکری کے گوشت کے کباب پکتے ہیں۔ تو اس کی بو کی حس والوں کو میل میل پرے آ جاتی ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک انسان کا دل خدائے ذوالجلال کے عشق کی آگ پر پک رہا ہو اور اس کی خوشبو دنیا کو مہکا نہ دے۔

پس اگر عشق کے آثار نہیں پیدا تو عشق کو بھنے میں دھوکہ لگا ہے۔ اور ایسے شخص کو اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ جب عشق ہوگا تو محبوب کے قرب کی بھی تمنا ہوگی یہ قرب کس طرح ملتا ہے۔

اس کی تفصیل اس جگہ بیان نہیں ہوسکتی۔اس کے کئی رنگ ہیں۔نشان سے،معجزہ سے، الہام سے،وحی سے،کشف سے،اور ہزاروں رنگ سے وہ بندہ کو حاصل ہوتا ہے۔اور جو بندہ اس کے بغیر تشفی پا جاتا ہے۔وہ عاشق نہیں۔

بوالہوس نہ بنو

پس جب تک اللہ تعالیٰ بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کرے تسلی نہ پاؤ اور اپنے دل کو اور جلائے جاؤ۔ہاں بوالہوس نہ بنو۔کہ بعض لوگ اپنے آقا کو بھی فروخت کرنا چاہتے ہیں یعنی انہیں خدا تعالیٰ کے قرب کی اس لیے خواہش ہوتی ہے تاکہ لوگوں میں ان کی عزت ہو وہ لوگوں سے کہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے بولتا ہے۔ان کے لیے نشان دکھاتا ہے اور وہ ولی اللہ ہیں۔وہ خواہ کچھ کہیں یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ اپنے آقا کو ادنیٰ خواہشات کے حصول کے لیے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔الحیاذ باللہ پس ایسی خواہش کبھی دل میں پیدا نہ ہو۔کوئی سچا عاشق یہ خیال نہیں کرسکتا۔کہ اس کا محبوب اسے اس لیے ملے کہ وہ لوگوں کو دکھا سکے۔عشق جب پیدا ہوتا ہے تو باقی سب احساس دبا دیتا ہے۔دنیا و مافیہا بھلا دیتا ہے۔پس ان لوگوں والی غلطی کبھی نہ کرنا۔اللہ تعالیٰ قدوس ہے انسان کی جب اس پر نظر پڑتی ہے۔تو وہ باقی سب اشیاء کو بھول جاتا ہے۔کیونکہ اس پر نظر پڑتے ہی وہ خود بے عیب ہو جاتا ہے اور شرک سے بڑھ کر اور کون عیب ہوگا۔پس اس قسم کے رذیل اور کمینے خیالات دل میں مت آنے دو۔صرف خدا تعالیٰ کی جستجو ہو اور اس کے سوا سب کچھ فراموش ہو جائے۔

بدنامی کے مواقع سے بچو

(۷) یاد رکھو کہ تم حضرت مسیح موعود .... کے پوتے ہو ایک دفعہ تم بچپن میں سخت بیمار تھے۔اور جان کے لالے پڑ رہے تھے۔انہی دنوں حضرت خلیفۃ مسیح (اوّل) گھوڑے سے گر گئے۔اور ان کی تکلیف نے ہمارے دل سے ہر خیال کو نکال دیا۔میں ان کے پاس بیٹھا تھا۔اور وہ تکلیف سے کراہ رہے تھے۔تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد غنودگی ہو جاتی۔میں پاس بیٹھا دعا کر رہا تھا۔تمہاری حالت زیادہ خراب ہوگئی اور تمہاری والدہ نے سمجھا کہ تم مرنے ہی والے ہو۔ان کی طرف سے ایک آدمی گھبرایا ہوا آیا میں نے پیغام سنا اور سن کر خاموش ہوگیا۔کیونکہ حضرت خلیفہ اول کی محبت کے مقابلہ میں تمہاری محبت مجھے بالکل بے حقیقت نظر آتی تھی۔تھوڑی دیر کے بعد پھر آدمی آیا پھر میں خاموش ہو رہا پھر تیسری دفعہ آدمی آیا اور اس وقت خلیفہ اول ہوش میں تھے۔انہوں نے اس کی بات سن لی کہ ناصر احمد کی حالت خطرناک ہے جلد آئیں میں پھر بھی خاموش رہا اور نہ اٹھا۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت خلیفہ اول نے میری طرف منہ پھیرا اور کسی قدر ناراضگی کے لہجہ میں کہا میاں تم گئے نہیں اور پھر کہا کہ تم جانتے ہو کس کی بیماری کی اطلاع آدمی دے کر گیا ہے وہ تمہارا بیٹا ہی نہیں وہ حضرت مسیح موعود .... کا پوتا ہے۔مجھے بادل ناخواستہ اٹھنا پڑا اور میں گھر آیا ڈاکٹر کو بلا کر دکھایا اور تم کو کچھ دنوں بعد خدا تعالیٰ نے شفا دے دی مگر یہ سبق مجھے آج تک یاد ہے۔ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہم کون ہیں۔بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم کو حضرت مسیح موعود .... سے ایک نسبت ہے۔اور ہماری کمزوریاں ان کے اچھے نام کو بدنام کرنے کا موجب ہوسکتی ہیں۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ اپنے طریق عمل کو ہمیشہ اعتراض سے بالا رکھنے کی کوشش کرو گے۔ہمیشہ یاد رہے کہ مواقع فتن سے ہی نہ بچو بلکہ بدنامی کے مواقع سے بھی بچو۔عورتوں کے ساتھ الگ بیٹھنا،الگ سیر کو جانا،وہاں کے حالات میں ایک معمولی اور طبعی بات سمجھا جاتا ہے۔مگر تم لوگوں کو اس سے پرہیز چاہیے وہاں عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا ایک بہت بڑی پریشانی ہے مگر اس سے بڑھ کر یہ پریشانی ہے کہ ہم رسول کریمؐ کے حکم کو توڑ دیں۔

غذا میں پرہیز

(۸) غذا میں پرہیز رہے۔وہاں جھٹکے کا گوشت ہوتا ہے۔جب تک کوشر میٹ جو یہود کا ذبیحہ ہے۔اور جائز ہے۔میسر نہ ہو خود ذبح کر کے جانور دو اور اسے کھاؤ دوسرا گوشت کسی صورت میں مت چکھو۔مچھلی،انڈا،سبزی وغیرہ یہ چیزیں غذا کے طور پر اچھی ہیں۔گوشت کی ضرورت ان کے بعد اول تو ہے نہیں۔ورنہ ہفتہ میں دو تین بار مرغ ذبح کر کے پکوا لیا کرو۔بہرحال یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حلال غذا سے حلال خون پیدا ہوتا ہے۔اگر غذائیں حرام ہوں گی۔تو خون بھی خراب ہوگا۔اور خیالات بھی گندے پیدا ہوں گے۔اور دل پر زنگ لگ کر کہیں کے کہیں نکل جاؤ گے۔خدا تعالیٰ نے جو سامان پیدا کیے ہیں ان سے الگ ہو کر کامیابی ناممکن ہے۔پس ان سامانوں کو نظر انداز نہ کرو۔رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلَا لِکُلِّ مَلِكٍ حِمىً وَ حِمىَ اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ۔کان کھول کر سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے کہ جو شخص اس رکھ میں داخل ہوتا ہے سزا پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رکھ اس کے مقرر کیے ہوئے محارم ہیں۔پھر فرمایا عقلمند انسان وہ ہے۔جو رکھ کے پاس بھی اپنے جانور نہ چرائے۔کیونکہ غلطی سے بھی جانور اندر چلے گئے تو مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔پس کھانے کے معاملہ کو معمولی نہ سمجھو۔جہاز پر بھی اور ولائت جا کر بھی یاد رکھو انگریزی جہازوں پر پرند گلا گھونٹ کر مارے جاتے ہیں۔دوسرا گوشت وہ اکثر بمبئی سے خریدتے ہیں۔حلال کھانے والے کے لیے وہ پرند کے ذبیحہ کا بھی انتظام کر دیتے ہیں۔اس کی کوشش جہاز کے افسروں سے کر لینا ورنہ دوسرا گوشت اگر ذبیحہ کا ہو تو صرف وہ کھانا پرند کا گوشت نہ کھانا۔

خدمت دین کے لیے تیاری

میں شاذ و نادر طور پر بعض فوائد کے لیے سینما کی غیر معیوب فلموں کو دیکھ لینا جائز سمجھتا ہوں لیکن ناچ کی محفلوں میں شامل ہونا بہت معیوب ہے۔اور اس سے پرہیز چاہیے۔جوئے کی قسم کی سب کھیلوں سے پرہیز چاہیئے۔سینما وغیرہ سے بھی حتی الوسع پرہیز ہی چاہیے۔لیکن سال میں ایک دو دفعہ دیکھنے کا موقع ہو اور فلم گندی نہ ہو تو حرج نہیں۔مگر احتیاط کے سب پہلو مدنظر رہیں۔

تم نے زندگی وقف کی ہوئی ہے زندگی وقف کرنے کے یہ معنی ہیں کہ انسان دنیا کے عیش و عشرت اور آرام و آسائش کو ترک کر دے اور دین کی خدمت میں اپنی ہر طاقت صرف کر دے۔یہ امر صرف ارادہ سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے ہر روز کی تربیت اور تیاری کی ضرورت ہے جس طرح سپاہی صرف بندوق پکڑ کر نہیں لڑ سکتا بلکہ اسے فنون جنگ کے سیکھنے اور ان کی مشق کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔اسی طرح دین کے سپاہی کو بھی ایک لمبی اور مسلسل مشق کی ضرورت ہے۔اس لیے اپنے ہر کام میں سادگی پیدا کرو۔

تمہارا اصل لباس غربت ہو۔اس کے بغیر تم اپنا عہد پورا کرنے کے قابل نہ ہوگے۔اور نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو خرید لوگے۔چاہیے کہ تمہارا لباس تمہارا کھانا پینا تمہاری رہائش سادہ ہو۔اور انکسار طبیعت کا خاصہ ہو جائے۔کیونکہ خدمت کرنے والا خدمت گار ہوتا ہے۔اگر ایک انسان کی چال ڈھال اور اس کا قول و گفتگو خدمت گاری پر دلالت نہیں کرتا تو وہ خدمت کر ہی کس طرح سکتا ہے۔خدمت کا میدان غرباء میں ہوتا ہے۔ایسے آدمی کے تو غرباء پاس بھی نہیں آتے۔اگر کوئی تمہارا خادم ہو تو اسے بھائی کی طرح سمجھو دل میں شرمندگی محسوس کرو کہ ایک بھائی سے خدمت لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ سے محبت کرو اور پیار اور اخلاق سے ملو۔بڑوں کا ادب کرو اور چھوٹوں پر شفقت۔اپنے علم کی بناء پر یا اگر نیکی کی توفیق ملے اس کی بناء پر لوگوں پر بڑائی نہ ظاہر کرو۔کہ اس سے نیکی برباد ہو جاتی ہے اپنے آپ کو سب سے چھوٹا سمجھو کہ

عزت وہی ہے۔ جو انکساری سے ملتی ہے۔ جسے خدا اونچا کرے۔ وہی اونچا ہے اپنے کسب سے کمائی ہوئی عزت عزت نہیں۔ لوٹا ہوا مال ہے جو عزت کی بجائے ذلت کا موجب ہے۔ ہر حال میں دینی خدمت سے غافل نہ ہو۔ اپنے نفس پر خرچ کرنے کی بجائے دین پر اور غرباء پر خرچ کرنے کو ترجیح دو مجھے بچپن میں تین روپے ملا کرتے تھے۔ اس میں سے خرچ کر کے تشحیذ الاذہان چلایا کرتا تھا۔ بعض اور دوست بھی اس میں شامل تھے۔ وہ بھی میری طرح بے سامان تھے۔ پھر بھی ہم نے رسالہ چلایا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا چلایا۔ پس اپنے آرام پر دین کی مدد کو مقدم سمجھو۔ چندہ کو اپنے حوائج پر مقدم سمجھو۔ اور اس کے علاوہ بھی نفس پر تنگی کر کے صدقہ و خیرات کار کھا کرو۔

تبلیغ کے متعلق ہدایت

(۹) تبلیغ زبان سے بھی اور حسنِ اخلاق سے بھی مومن کا اہم فرض ہے۔ اس کو مت بھولو۔ اور کوشش کرو کہ وہاں کی رہائش کا کوئی اچھا پھل وہاں چھوڑ کر آؤ۔

اچھے دوست

(۱۰) اچھے دوست پیدا کرو۔ بجائے آوارہ اور خوش مذاق دوستوں کے پروفیسروں اور علمی مذاق والے لوگوں کی صحبت کو اپنے دل کی تسکین کا ذریعہ بناؤ۔

مسجد کی آمدورفت

(۱۱) مسجد کی آمدورفت کو جہاں تک ہو سکے بڑھاؤ اور اگر موقع ملے یورپ کے دیگر ممالک کی بھی سیر کرو۔

مومن بزدل نہیں ہوتا

(۱۳) مومن بزدل نہیں ہوتا۔ عزیزوں کی جدائی شاق ہوتی ہے۔ مگر تم مومن بنو اور ان کی جدائی تمہاری ہمت کو پست نہ کرے نہ کام میں روک ہو۔

صحیح بات قبول کرو اور غلط رد کر دو

(۱۴) لوگ عام طور پر لفظ رٹتے ہیں اور ناموں سے مرعوب ہوتے ہیں تم اصطلاحوں سے نہ ڈرو لفظ مت رٹو بلکہ مطلب کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور جو صحیح بات ہو اسے قبول کرو جو غلط ہو اسے رد کر دو صرف اس لیے تسلیم نہ کرو کہ کورس میں لکھی ہے۔ یا کسی بڑے آدمی نے اس تصدیق کی ہے۔

سب عزت احمدیت میں ہے

(۱۵) اس وقت سب عزت احمدیت میں ہے۔ پس احمدیت کے چھوٹے سے چھوٹے کام کو دنیا کی ہر عزت سے مقدم سمجھو۔ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو تم اپنی عاقبت بگاڑ لو گے۔

زندگی کا پانی

(۱۶) حضرت مسیح موعود کی کتابوں، میری تحریروں اور اخبارات سلسلہ کے پڑھنے کی عادت ڈالو کہ ان میں زندگی کا پانی ہے۔

سب نصیحتوں کا خلاصہ

آخر میں سب نصیحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کے بنو خدا کے۔ ہم سب فانی ہیں اور وہی زندہ۔ اور حاصل کرنے کے قابل ہے اس کا چہرہ دنیا کو دکھانے کی کوشش کرو۔ اپنی زندگی کو اسی کے لیے کر دو ہر سانس اسی کے لیے ہو۔ وہی مقصود ہو، وہی مطلوب ہو وہی محبوب ہو، جب تک اس کا نام دنیا میں روشن نہ ہو، جب تک اس کی حکومت دنیا میں قائم نہ ہو، تم کو آرام نہ آئے تو چین سے نہ بیٹھو۔ یاد رکھو اس فرض کی ادائیگی میں سستی پر ایک خطرناک لعنت مقرر ہے۔ ایک عظیم الشان انسان کی لعنت جس کی لعنت معمولی نہیں۔ وہ لعنت یہ ہے

اے خدا! ہر گز مکن شاداں دل تاریک را
آنکہ او را فکر دین احمد مختار نیست

اور وہ لعنت کرنے والا شخص خدا کا پیارا ہمارا سردار مسیح موعود ہے۔ خدا تم کو اور تمہارے سب بھائیوں اور عزیزوں کو اس لعنت سے بچائے۔ آمین اللّٰھمّ آمین۔ ربی ربی۔ ربی

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

مرزا محمود احمد (۳۴-۹-۶)

بقیہ صفحہ ۳۱

(۳) جو بھی اچھا خیال کسی کے ذہن میں آئے کسی موضوع پر جو زیر بحث ہو وہ آرام کے ساتھ اور پیار کے ساتھ اور عقل کے ساتھ اس کا اظہار کرتا ہے ...... شرما کے خاموش رہنے کی ضرورت نہیں اور بلاوجہ بولنے کی بھی ضرورت نہیں۔

(۴) ہم تعمیری سوچ رکھتے ہیں۔ یعنی ہر بات جو ہے ہماری، ہر فعل کی طرح فائدہ مند ہے اپنے لئے، اپنوں کے لئے، انسانیت کے لئے، ساری دنیا کے لئے، آنے والی نسلوں کے لئے۔

(۵) ہمیں یہ احساس ہے اور یہ احساس ہمیشہ زندہ رہتا ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی بھلائی اور خیر خواہی کی ذمہ داری ڈالی ہے"۔

(۶) "ہمیں بڑی کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں ہمیشہ خصوصاً ان ایام میں"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۱ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۳۲)

(۱۶)

"وہ پہلی تاریخی عورت جس نے اس مجلس شوریٰ میں حصہ لیا وہ استانی میمونہ تھیں جو لجنہ اماء اللہ کی بڑی ہی سرگرم کارکن تھیں۔ اور ہمارے ایک واقف زندگی کیپٹن چوہدری غلام احمد صاحب عطا مرحوم کی والدہ تھیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۸۲ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۶۳)

مجلس عرفان

۴ جون ۲۰۰۰ء بروز اتوار بیت السلام برسلز (بلجیم) میں فرنچ بولنے والے مہمانوں کی حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ایک سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ اس مجلس میں بلجیئن، افریقن اور عرب مہمان شامل تھے۔ تلاوت قرآن کریم اور تعارفی باتیں حضور انور ایدہ اللہ کی تشریف آوری سے قبل ہو چکی تھیں۔ ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ مارکی میں تشریف لائے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

(۱) پہلا سوال ابارشن (Abortion) کے بارہ میں تھا کہ اگر بچہ ماں کے پیٹ میں جسمانی یا ذہنی لحاظ سے اپاہج ہو تو اسلام اس بارہ میں کیا تعلیم دیتا ہے؟

(جواب) حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ڈاکٹر کے علم کے مطابق بچہ ماں کی زندگی کے لئے خطرہ کا موجب ہو تو ابارشن جائز ہے۔ لیکن غربت اور کمزور اقتصادی حالات کے پیش نظر قرآن کے مطابق جائز نہیں کیونکہ اقتصادی حالات خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہو تو غریب گھرانہ میں پیدا ہونے والا بچہ اقتصادی حالت میں بہتری کا باعث ہو سکتا ہے۔

☆......☆......☆

ہندوؤں میں مردہ کو جلانے کی رسم کے بارہ میں ایک استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہندو مذہب ابتدا میں نبیوں سے چلا۔ اور ان کو جلائے جانے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ ممکن ہے کسی زمانہ میں متعدی بیماریوں سے مرنے والوں کو احتیاطاً جلایا جاتا ہوگا کہ وہ بیماریاں نہ پھیلیں اور بعد میں لاعلمی سے یہ رسم پڑ گئی ہو۔

☆......☆......☆

تعدد ازدواج کے مسئلہ سے متعلق چھوٹے چھوٹے سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چار بیویوں کی اجازت ہے، قانون نہیں ہے۔ ورنہ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہوتی۔ چونکہ عورت مرد تقریباً برابر تعداد میں ہوتے ہیں۔ اگر چار بیویوں کا قانون ہوتو تین چوتھائی مرد بغیر شادی کے رہ جائیں گے اور ایک جرم اور ظلم ہوگا جو کہ قانون قدرت اور قانون فطرت کے خلاف ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسا قانون نہیں بنا سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ دراصل تعدد ازدواج کی تعلیم قرآنی سیاق و سباق کے مطابق جنگ کے استثنائی حالات سے متعلق ہے۔ چونکہ جنگ کے بعد عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں تعدد ازدواج سے معاشرہ کا اخلاقی معیار برقرار رکھا جا سکتا ہے مگر یہ اجازت بھی بیویوں کے درمیان انصاف سے مشروط ہے۔

رہا یہ سوال کہ سب بیویوں سے یکساں محبت ناممکن ہے؟ حضور نے فرمایا یہ درست ہے اور قرآن کریم نے ایسا مطالبہ بھی نہیں کیا۔ انصاف اور برابر سلوک سے مراد فنانس، وقت اور معمولات زندگی میں برابر کا سلوک ہے اور جہاں تک محبت کا پہلو ہے وہ تمہارے کنٹرول میں نہیں ہے۔

سوال کے اس حصہ پر کہ آج کل کے زمانہ میں

ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا جہنم نہیں؟ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا جہنم ہے مگر اس کا انحصار ان خواتین پر ہے جن سے آپ شادی کرتے ہیں۔ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔ اکڑ کر رہتی ہیں۔ باغی بھی ہو جاتی ہیں اور بعض تو مردوں کو مارتی بھی ہیں۔

☆......☆......☆

روح اور جسم کے بارہ میں مختلف سوالات کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: روح وہ چیز ہے جو محسوس ہوتی ہے۔ مگر انگلی رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ روح کہاں ہے۔ آخری شعور روح کا بھی ہے۔ بعض اس کو Mind کہتے ہیں اور بعض Brain کہتے ہیں۔ مگر سائنسی تحقیق نے یہ بات روشن کردی ہے کہ برین کمپیوٹر ہے جو اسے Operate کرتا ہے۔ موت کے وقت روح الگ ہو جاتی ہے اور اس بات کا انحصار ہم پر ہے کہ ہم اس روح سے خدا خوفی' شرافت اور انسانی خدمت کر کے کیسا سلوک کرتے ہیں۔ جب ہم انسان کی شرافت اور شر کی شناخت اس کی شکل دیکھ کر کرتے ہیں تو دراصل اس وقت ہم اس کی روح دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یوں روح جنتی اور جہنمی بنتی ہے اور اچھی روح آخرت میں بھی خوش ہوگی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس سے متعلق فلاسفی پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں بیان فرمایا ہے کہ زندگی میں انسان کو روح جسم کے ساتھ دی گئی ہے۔ موت کے وقت جب روح جسم سے الگ ہوگی تو وہ ایک ایسا روحانی جسم بن جائے گی جس کے اندر ایک لطیف روح ہوگی اور یوں روح ترقی کے مدارج طے کرے گی اور لطیف سے لطیف تر ہو جائے گی۔

☆......☆......☆

ایک سوال یہ ہوا کہ عیسائیت کا خدا محبت کا ہے' اسلام کا اللہ کیسا ہے؟

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح محبت۔ مگر محبت تو صرف ایک پہلو ہے۔ اور مطالعہ سے مختلف صفات معلوم کی جا سکتی ہیں۔

نیز فرمایا مسائل کے حل کے لئے صرف محبت ہی کافی نہیں۔ مثلاً جرائم پیشہ لوگوں کو سزا ملنی چاہئے۔ بہت ہی کم مجرم ایسے ہوتے ہیں جن کی اصلاح محبت سے ہو سکتی ہے۔ اکثر مجرموں کی اصلاح سزا سے ہوتی ہے اور انہیں سزا دینی پڑتی ہے۔ خدا صرف محبت سے ہی زندہ نہیں۔ خدا نے مسیح کے دشمنوں کو بھی تو سزا دی تھی۔

☆......☆......☆

دنیا میں ظلم و تعدی کب اور کیسے ختم ہوگی۔ نیز خدا Good اور قادر مقتدر بھی ہے۔ وہ ان حالات کو کیوں نہیں بدلتا؟

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ Good ہے مگر زبردستی نہیں کرتا۔ قرآن کریم کے مطابق انسانی آزادی ایک بنیادی قانون ہے۔ اچھا ہونا یا بُرا ہونا یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور وہ آزاد ہے۔ اسی لئے تو اچھائی کرنے سے جزا اور برائی کرنے پر سزا ملتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے جانوروں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض جانور اپنی افتادِ طبع کی رو سے ظالم ہیں اور بعض ایسے نہیں ہیں۔ ان کے لئے خدا کی طرف سے کوئی جزا

سزا نہیں ہے۔ چونکہ وہ اپنی طبع کے لحاظ سے مجبور ہیں مگر انسان آزاد ہے کہ اچھا ہو یا برا۔ مگر بدقسمتی سے آج کے انسان نے برا ہونے کو اختیار کر لیا ہے۔ یوں وہ اس دنیا میں بھی جہنم پیدا کر رہا ہے اور آخرت کی جہنم کا بھی خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ یہاں انسان' انسان سے ہی سزا پاتا ہے۔ یہ انسان کا پاگل پن ہے۔ اس طرح کے ظلم و تعدی کے حالات کی سزا آسمان سے Impose نہیں ہوتی۔

☆.....☆.....☆

اس مجلس میں موجود ایک وکیل نے صوفی ازم اور رہبانیت سے متعلق جماعت احمدیہ کے مؤقف کے بارہ میں جب سوال کیا تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم کی فلاسفی کو سمجھ کر عمل کرنے سے ایک مسلمان صوفی بن سکتا ہے لیکن رہبانیت کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ ایسا کرنے سے تو دنیا کے سارے کام رک جائیں گے اور لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ اسلام کہتا ہے کہ خدا کو بھی یاد کرو اور دنیا کے کام بھی کرو۔ جیسے فارسی کا ایک قول ہے ''دست بکار دل بیار''۔ مسلمانوں کو یوں زندگی گزارنی چاہئے کہ دنیا کے کاموں میں بھی مصروف ہوں اور دل خدا کی یاد میں بسے۔

☆.....☆.....☆

جماعت احمدیہ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فنڈز کہاں سے حاصل کرتی ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر احمدی جو کماتا ہے اس میں سے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور یہ مالی قربانی 1/3 تک ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مواقع پر مالی قربانی کی اپیلوں پر افراد جماعت خوشی سے مالی قربانی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اسے دیکھتا ہے۔ اسکے علاوہ ایک نظام خاموش خدمات کا ہے۔ رضا کاروں کے کاموں کا ہے۔ فرمایا: یہی کیمرہ مین' گارڈ اور دوسرے رضا کار ہر ملک میں کام کرتے ہیں تو یوں ہمارا نظام چلتا ہے۔ مثلاً ایم ٹی اے انٹرنیشنل جو ۲۴ گھنٹے چلتا ہے تقریباً مکمل طور پر رضا کاروں سے چلتا ہے۔ بہت ہی کم پروفیشنلز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ایسا ٹی وی کوئی غیر مذہبی تنظیم چلائے تو جو دولت استعمال کرنی پڑے گی اس کا بجٹ اتنا زیادہ ہوگا کہ یہ کام ناممکن ہو جائے گا۔ جماعت احمدیہ میں رضا کارانہ خدمات کے نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خاموش اور ایمان داری سے پیش کی جانے والی خدمات ہیں۔

☆.....☆.....☆

بقیہ صفحہ ۲۰

نماز کا وقت ہو تو عام جگہوں پر بھی نماز پڑھنے سے شرمانا نہیں چاہئے۔ انگلستان میں طالب علمی کے زمانہ کا اپنا ایک واقعہ سناتے ہوئے حضور نے فرمایا نیوائیر ڈے پر رات بارہ بجے میں نے بوسٹن اسٹیشن پر اخبار کے کاغذ بچھا کر دو نفل پڑھے اس اثناء میں ایک بوڑھا انگریز میرے پاس زار و قطار رونے لگ گیا میں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے اس چیز نے مجھے متاثر کیا ہے۔

جماعت احمدیہ میں

نظام شوریٰ

(چوھدری حمید اللہ ۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

شوریٰ کی اہمیت

مجلس مشاورت ۱۹۲۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضروری ہے کہ کوئی جماعت اپنا مرکز قائم کرے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ خلیفہ ہو جو اپنی رائے میں آزاد ہو لیکن وہ سب سے مشورہ طلب کرے۔ جو رائے اس کو پسند آئے وہ اس کو قبول کرلے اور جو رائے اس کو دین کے لئے اچھی نہ معلوم ہو خواہ وہ ساری جماعت کی ہو اس کو رڈ کر دے اور اس کے مقابلہ میں جو بات اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے اور جس پر اس کو قائم کرے وہ اس کو پیش کرے اور لوگ اس کو قبول کر کے عمل کریں"۔ (رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۲ء صفحہ ۷)

"خلیفہ کے باوجود مشورہ کی ضرورت ہے اور باوجود خلافت کی موجودگی کے مشورہ کی ضرورت ہے"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۲ء صفحہ ۲)

"کوئی خلافت مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک اس کے ساتھ مشورہ نہ ہو"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء صفحہ ۸)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے خلافت ثالثہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زندگی پر سوانح فضل عمر ترتیب دی اور اس کی جلد دوم میں صفحہ ۱۷۵ تا صفحہ ۲۱۲ "مجلس مشاورت" پر بہت جامع معلومات پیش فرمائی ہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ کے فرمودہ خطبات میں مزید تفصیلات آگئی ہیں۔ "شوریٰ کی اہمیت" سے متعلق چند ارشادات درج ذیل ہیں:

(۱)

"سوانح فضل عمر" مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ پر تحریر ہے:

"آج بھی یہ پاکیزگی اور تقدس کی روح مجلس مشاورت میں اسی طرح نظر آتی ہے۔ آج بھی وہی پاکیزہ فضا ہے۔ آج بھی وہی قدوسیوں کا اجتماع انابت الی اللہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ آج بھی محض للہ مشورے دئے جاتے اور قبول کئے جاتے ہیں۔ آج بھی دعاؤں کا وہی رنگ ہے اور خلافت کی وہی عظمت اور وہی احترام دلوں میں قائم ہے۔ دعائیں آج بھی اسی طرح آنسوؤں ہی کی زبان سے کی جاتی ہیں"۔

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۹۲ء میں فرمایا:

"جماعت اور مجلس شوریٰ حقیقت میں ایک ہی وجود کے دو نام بن جاتے ہیں۔ جیسے خلافت اور جماعت در حقیقت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اسی نقطہ نگاہ سے میں ہمیشہ یہی یقین رکھتا ہوں کہ خلافت کے بعد اگر شوریٰ کا نظام پوری جماعت میں مستحکم ہو جائے جیسا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خلافت مستحکم ہو چکی ہے تو اتنی بڑی طاقت جماعت کے نظام میں پیدا ہو گی کہ کوئی دنیا کی طاقت پھر اس کو مٹا نہیں سکتی"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۳)

مزید فرمایا:

"جماعت احمدیہ کی تربیت کے لئے مجلس شوریٰ بہت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی شخصیت کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی صلاحیتوں کی حفاظت کے لئے یہ نظام بہت ضروری اور بہت ہی اہم کام کرنے والا ہے۔ چنانچہ جتنے یورپ کے ممالک میں اور دوسرے ممالک میں بھی جن میں مجلس شوریٰ قائم ہو چکی ہے وہاں سے اطلاعیں مجھے ملتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت میں ایک بالکل نئی زندگی، نئی تازگی اور نیا اعتماد پیدا ہو گیا ہے اور ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے تدریجاً آپ کی بھی ترقی ہو گی۔ آپ یوں سمجھیں کہ آج آپ بالغ ہو گئے ہیں کیونکہ مجلس شوریٰ کے بغیر بلوغت نہیں آتی۔ خیالات کی پختگی، وہ وقار، وہ ذاتی طور پر ذمہ داری میں شامل ہو کر بوجھ اٹھانے کا جو ایک خاص لطف ہے وہ مجلس شوریٰ کے بغیر پوری طرح آ نہیں سکتا"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۵)

۱۹۹۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آنحضرت ﷺ ایک ہی نبی ہیں جن کو

رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا اور نہ دنیا کی تمام کتب کا آپ مطالعہ کر لیں کہیں بھی کسی نبی کو رحمۃ للعالمین قرار نہیں دیا۔ قوموں کے لئے رحمت تو پیدا ہوئے لیکن عالمین کے لئے ایک ہی نبی تھا جسے رحمت کا مظہر بنا کر بھیجا گیا اور رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا بنایا گیا ہے۔ شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔ اگر رحمت کے بغیر محض عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان مشوروں میں ہی سچا تقویٰ اور دیانت پیدا ہو ہی نہیں سکتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/مارچ ۱۹۹۶ء)

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"یہ مشورے جو آپ دئے جا رہے ہیں یہ دنیوی تاریخ کے نقطہ نگاہ سے بڑے ہی اہم ہیں۔ آج سے ہزاروں سال بعد کے لوگ بھی مجلس شوریٰ کے مشوروں کا حوالہ دیا کریں گے کہ فلاں شوریٰ میں اس قسم کی بحث ہوئی تھی اور اس فیصلہ پر ہر جماعت پہنچی تھی۔ ہم میں سے اکثر لوگ مجلس مشاورت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اگر ہمارے ذہن میں یہ بات ہو کہ مجلس شوریٰ کتنی اہم ہے۔ اس کے اثرات دور رس ہیں تو ہم بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے منہ سے الفاظ نکالیں۔ کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے ان الفاظ نے دنیا کے لئے ایک مثال بن جانا ہے۔ خدا کرے وہ دن جلد آئیں لیکن بہر حال وہ دن آنے والے ہیں کہ ساری دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

غرض یہ مجلس ساری دنیا کے لئے نمونہ ہے۔ ہم اتنے اہم مشورے کے لئے جمع ہوں اور پھر غیر محتاط الفاظ ہمارے منہ سے نکل جائیں، یہ ہمیں زیب نہیں دیتا۔ ترقی کرنے والی قوموں کی زندگی مسلسل غور و فکر اور عزم میں گزرتی ہے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص یا قوم پوری طرح فکر اور تدبر کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے اور اس پر وہ عمل کرتی ہے۔ ہمیں قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک وقت تم پر ایسا آتا ہے جب تم ﴿شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ تم جماعت کی ترقی، اسلام کی ترقی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کے لئے باہم مشورہ کر رہے ہوتے ہو۔ پھر ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب تم ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ یعنی کسی پختہ نتیجہ تک پہنچ جاتے ہو اور پھر تم اپنے وسائل کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد خواہ وسائل تھوڑے ہوں خواہ زیادہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان عمل میں قدم رکھ دیتے ہو اور اس کے بعد تم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹتے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء، صفحہ ۷۹،۸۰)

(۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ میں جو فیصلہ ہوتا ہے اُس کے یہ معنے ہیں کہ وہ خلیفہ کا فیصلہ ہے کیونکہ ہر امر کا فیصلہ مشورہ لینے کے بعد خلیفہ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ان فیصلوں کی پوری پوری تعمیل ہونی چاہئے۔ جب تک کام کرنے والوں میں یہ روح نہ ہو کہ جو حاکم ہے اس کے احکام کی اطاعت کی جائے اس وقت تک ان کے حکم کا بھی کوئی احترام نہ کرے گا"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء، صفحہ ۳۶)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"ہمارے کام کی اور ہماری ذمہ داریوں کی شکل بدل رہی ہے۔ بدل چکی بھی ہے اور بدل رہی بھی ہے۔ اس واسطے یہ چیز کہ Routine کے مطابق ہماری مشاورت یہاں آ کر بیٹھے، باتیں کرے اور چلی جائے اس کا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے دنیا کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ اس کے متعلق سوچیں اور اصل میں تو خدا نے آپ کو Base بنا دیا ہے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"دراصل شوریٰ کے نمائندے ایک خاص رنگ میں اپنے اپنے حلقوں کے قائد بنتے ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء، (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۱۰)

شوریٰ کے فوائد

۱۔ "کئی نئی تجاویز سوجھ جاتی ہیں۔

۲۔ مقابلہ کا خیال نہیں ہوتا اس لئے لوگ صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باتوں باتوں میں کئی باتیں اور طریق معلوم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو کام کرنے کی مشکلات ہوتی ہیں۔ خلیفہ کے کام میں سہولت ہوتی ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء، صفحہ ۱۲)

شوریٰ کی کیفیت

(۱)

"جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کا تنظیمی ڈھانچہ، طریقہ کار، اس کی فضا اور ماحول دنیوی مجالس سے اس درجہ مختلف ہے کہ کوئی ظاہری نسبت نظر نہیں

آتی۔(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

(۲)

یہ مجلس ہر قسم کے مشیروں پر مشتمل ہوتی ہے ۔ اعلیٰ افسران ، انجینئرز، ڈاکٹرز، وکلاء، ماہرین تعلیم ، بڑھئی ، لوہار، دکاندار، آڑھتی، زمیندار وغیرہ سب آتے ہیں"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

(۳)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا طریق تھا کہ مشوروں کے دوران آپ:۔

"......بار بار مختلف رنگ میں حاضرین کی توجہ دعاؤں اور استغفار اور تقویٰ اللہ کی طرف مبذول کرواتے رہتے جس کی وجہ سے فضا تقدس سے اس طرح بھرتی جیسے برساتی ہوائیں نمی سے"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

(۴)

"مشاورت کے دوران آپ (خلیفۃ المسیح الثانی) کے متعدد خطبات ہمیں اسی فکر اور درد کے آئینہ دار دکھائی دیتے ہیں۔ایسے مواقع پر آپ کے خطابات کا رنگ ایک خاص شان اپنے اندر رکھتا تھا۔ دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی آواز نوائے آسمانی معلوم ہوتی تھی اور فضا برقی لہروں سے بھر جاتی تھی۔دل خدمت اسلام کے لئے نئی امنگوں اور نئے ولولوں سے معمور ہو کر مچلنے لگتے اور بے اختیار تمام حاضرین کبھی زبان حال اور کبھی زبان قال سے پکار اٹھتے ہیں کہ ہاں! ہمارے آقا! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں ، ہماری نسلیں حاضر ہیں، ہماری جانیں، ہمارے اموال، ہماری عزتیں سب کچھ جو ہم رکھتے ہیں ہمارا نہیں آپ کا ہے۔جس طرح آپ چاہیں دین اسلام کی قربان گاہوں کی نذر کر دیں"۔

(سوانح فضل عمر جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

(۵)

" حاضرین کو اظہار رائے کی آزادی کے علاوہ خلیفۃ المسیح خاموش طبع جھجکنے والے صائب الرائے دوستوں کو خود بلا کر اس طرح مختلف فنون کے ماہرین کو طلب کر کے رائے دینے کی ترغیب دیتے ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء صفحہ ۹)

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے عہد خلافت کی پہلی مشاورت کے موقع پر افتتاحی خطاب میں فرمایا:

"آپ لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں کہ خلیفۂ وقت جن اہم معاملات کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہے ان کے متعلق آپ اپنا مشورہ دیں ۔ چونکہ ہمارا یہ اجتماع محض رضائے الٰہی کی خاطر ہے۔اس لئے آؤ ہم پہلے اس کے حضور جھکیں اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا کریں کہ وہ ہمارا پیارا رب اور پیار کرنے والا رب ہماری فکر و تدبّر اور ہماری اظہار رائے کو ہر قسم کے غصہ، حسد، کینہ، انانیت، خود نمائی اور خود رائی سے محفوظ رکھے اور ہمیں ایسے نتائج تک پہنچنے کی توفیق عطا کرے جن سے اسلام کی مضبوطی اور استحکام ہو اور وہ دن جلد تر آجائے جس کے لئے صدیاں انتظار کرتی رہی ہیں اور اسلام پھر تمام اقوام عالم پر غالب آجائے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۰ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۸،۷)

(۷)

۱۹۷۳ء کی مجلس مشاورت کے موقعہ پر فرمایا:

"ہمارا یہ ماحول قرآن کریم کے ان الفاظ کی رو سے کہ ﴿وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْن﴾ بڑا بے تکلف ہوتا ہے اور دیانت دارانہ ہوتا ہے ۔ جو شخص دیانتداری سے کسی بات کو صحیح سمجھتا ہے وہ اسے بیان کرتا ہے اور اسے بیان کرنا چاہئے۔ اس پر اسے خاموش نہیں رہنا چاہئے ۔ بعض طبائع بحث پسند اور بعض جھگڑالو ہوتی ہیں۔ان کو ہم ضرورت کے وقت سنبھال لیتے ہیں ......یہاں بولنے میں جھجک اور حجاب نہیں ہونا چاہئے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۱)

(۸)

۱۹۷۳ء کی غیر معمولی شوریٰ منعقدہ ماہ مئی میں فرمایا:

"مجلس کا ماحول یک رنگی اور یک جہتی کی علامت ہوتا ہے ۔ ایسا لگتا ہے ایک خاندان بیٹھا ہوا ہے اور آپس میں باتیں کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۹)

"مجلس مشاورت کا بھی ایک خاص ماحول ہے جس میں سنجیدگی کو خاص اہمیت حاصل ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۳۱۹)

(۱۰)

۱۹۸۳ء کی مجلس مشاورت میں ایک صاحب کیمرہ سے تصویر لے رہے تھے ۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"میں نے تو کسی کو اجازت نہیں دی۔ میری طرف سے تو صرف زائر کے طور پر شامل ہونے کی اجازت تھی۔ تصویریں کھینچنے کے لئے تو میں نے آپ کو اجازت نہیں دی تھی۔ میرے علم میں تو نہیں کہ کبھی شوریٰ میں تصاویر لی گئی ہوں ۔ ویسے بھی Disturbance ہوتی ہے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۸۳ء

(غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۸۳)

(۱۱)

مجلس شوریٰ سے استفادہ کے لئے زائرین کے لئے الگ حلقہ بنا کر ٹکٹ جاری کئے جاتے ہیں مگر یہ لازمی نہیں

ہے۔چنانچہ:

(الف) :۲۷،۲۷مئی ۱۹۷۳ء کی شوریٰ کے لئے "زائرین وزائرات کا ٹکٹ جاری نہیں کیا گیا"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲)

(ب) ۱۹۸۴ء کی شوریٰ کے آخری دن صبح کے وقت زائرین کو روک دیا گیا۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲)

(۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۱۹۶۷ء کی مجلس مشاورت کے افتتاحی خطاب کے دوران فرمایا:

"آپ یہاں کسی ذاتی غرض کے لئے جمع نہیں ہوئے بلکہ اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ آپ اپنی نفسانی خواہشات کو بھلاکر اور طبیعت کے میلان اور رجحان کو پیچھے چھوڑ کر دیانتداری کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد جذب کرتے ہوئے ان معاملات کے متعلق خلیفہ وقت کو مشورہ دیں جو اس وقت آپ کے سامنے ایجنڈا کے طور پر رکھے جائیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے رہبر ہوں، وہ صحیح راہوں کی آپ کو نشاندہی کریں اور ان پر چلنے کی آپ کو توفیق عطا کریں۔ اور پھر آپ یہاں صحیح مشورہ دینے کی توفیق پائیں۔ مشورہ صحیح وہی نہیں ہوا کرتا ہے جو آخر میں منظور ہو جائے بلکہ ہر وہ مشورہ (خواہ وہ مانا جائے یا نہ مانا جائے) جو دیانتداری کے ساتھ، خلوص نیت کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ آپ پیش کرتے ہیں وہ صحیح مشورہ ہے۔ اور میں یہاں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے مشوروں کو سننے کے بعد جب میں کسی نتیجہ پر پہنچوں اور کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور عزم کروں تو محض اپنے رب پر توکل رکھتے ہوئے اور اسی کی زندہ طاقتوں اور زندہ قدرتوں پر یہ امید رکھتے ہوئے کہ میری کوشش میں، جو میں کروں یا کراؤں، برکت ڈالے۔ میں وہ عزم کروں اور دل میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ ان نیک کاموں میں ہماری راہبری بھی کرے کیونکہ مشوروں میں جہاں اس کی ہدایت کی ضرورت ہے وہاں عمل میں بھی اس کی ہدایت کی ضرورت ہے اور وہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور ان کے ایسے شاندار نتائج نکالے جو اس کی نگاہ میں شاندار ہوں۔ نہ دنیا کی ہمیں پرواہ ہے نہ دنیا کی طرف ہم دیکھتے ہیں۔ ہماری نظریں اپنے رب کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہمارے سر اس کے آستانے پر جھکے ہوئے ہیں۔ ہم اس کی مدد اور نصرت کے طالب ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ جب واقعہ میں ہم اس کی نظر میں فنا کا مقام حاصل کرلیں گے تو وہ اپنے فضل سے ہم میں ایک نئی زندگی اور ایک نئی روح ڈالے گا اور فرشتوں کی افواج کو آسمان سے ہماری مدد کے لئے نازل کرے گا اور ہم سے وہ کام کروائے گا جس کام کے لئے اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور اسلام پھر تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے گا۔ اور شیطان کو آخر شکست نصیب ہوگی اور صداقت کو آخری فتح ملے گی۔ پس آؤ ہم دعاؤں کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کے کام کو شروع کریں کہ جو چیز ہمارے ذہن میں نہیں آئی اور جو بات ہماری زبان میں نہیں آئی اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے فضل سے قبول کرے کہ وہ علام الغیوب ہے اور ہمارے علم بھی ناقص ہیں اور عمل بھی ناقص ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۵۔۲ افتتاحی خطاب)

(۱۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ کے ذریعے جو مشورہ لیا جاتا ہے اس میں خلیفۂ وقت اور مشورہ دینے والے کے درمیان مجلس شوریٰ آجاتی ہے لیکن جو شخص براہ راست مشورہ دیتا ہے اس کے درمیان اور خلیفۂ وقت کے درمیان کوئی روک نہیں"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲۳)

(۱۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۷۰ء کی مجلس شوریٰ میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذہانت اور فراست اور اپنے اخلاص کا نچوڑ اور مجھے بھی میری اپنی ذہانت اور فراست اور عزم وہمت کا نچوڑ اپنے رب کریم کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۴)

(۱۵)

شوریٰ کی روایات

۱۹۷۹ء کی مجلس مشاورت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بعض چھوٹی چھوٹی باتیں اس وقت میں اپنی اس مجلس کی روایات کے متعلق بھی بتانا چاہتا ہوں"۔

(۱) ہماری شوریٰ کی یہ روایت ہے کہ ہم یہاں ننگے سر نہیں بیٹھتے۔

(۲) ہم آپس میں باتیں نہیں شروع کر دیتے۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

اُذکروا موتکم بالخیر

پیارے ابّا جان مرحوم کی یاد میں

از : صالحہ قانتہ بھٹی اہلیہ مکرم رشید احمد بھٹی۔ فلاڈلفیا

؎ ''ہر قدم پر اُن سے وابستہ ہیں یادیں بے شمار''

موت کا ایک وقت مقدّر ہے۔ مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس سے استثنٰی نہیں۔ مبارک ہے وہ انسان جو اپنی زندگی کے اوقات خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے صرف کرتا ہے اور آخر کار سُرخرو ہو کر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔ ہمارے والد صاحب مرحوم، مغفور اِنہی لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مقدُور بھر اپنے مقصدِ حیات کو پالیا ور قرآنِ کریم کی اس آیت فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (۲۴ : ۳۳) کے مِصداق ٹھہرے یعنی جنہوں نے اپنی قربانیوں کو پورا کر دکھایا۔ وفات پاجانے والوں کا یہ حق ہوتا ہے کہ انکے اچھے کاموں سے انکو یاد کیا جائے تا کہ اُن کی یاد انکے لئے دعائے مغفرت بن جائے اور دوسروں کے لئے تحریک و تحریص کا باعث بنے۔

ہمارے ا باجان مرحوم خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب ریٹائرڈ C.G.O. (سابق وکیل المال ثانی تحریک جدید۔ ربوہ) مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۹۷ء کو موضع حاجی پورہ ضلع سیالکوٹ میں محترم حکیم محمد اعظم صاحب انصاری ا ور محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے پرائمری تک تعلیم موضع مُنڈی کرال ضلع گورداسپور میں حاصل کی۔ پھر چھٹی کلاس سے نویں کلاس تک قادیان میں پڑھنے کا شرف حاصل ہوُا۔ یہیں سے احمدیّت دل میں رچ بس گئی۔ پھر بیماری کی وجہ سے تعلیم چھوڑنی پڑی۔ اس کے بعد پرائیویٹ طور پر لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے آپکو غیر معمولی طور پر بصیرت ا ور بہت زرخیز حافظہ عطا فرمایا ہوُا تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں اگر دو طالب علموں کے مابین کوئی لڑائی یا رنجش پیدا ہو جاتی تو نہایت دانشمندانہ فیصلہ کرتے اور فریقین کو بالکل مطمئن کرا دیتے اسلئے طالب علموں میں قاضی کے نام سے مشہور ہو گئے ۱۹۱۱ء میں صرف چودہ برس کی عمر میں اپنے والدین سے کچھ عرصہ قبل ہی حضرت خلیفہ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے الحمدللہ، پھر ۱۹۴۴ء میں آپ نے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کر دیا تھا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا " ابھی آپ اپنی سروس پوری کریں۔"

دَوران ملازمت برٹش حکومت نے انہیں ''خانصاحب'' کا خطاب مع تمغہ عطا کیا تھا۔ را ولپنڈی، کوئٹہ ا ور پُونا (انڈیا) میں بطور امیر جماعت اور نوشہرہ میں نائب امیر کے طور پر نہائیت شاندار خدمات سرانجام دیں۔ نومبر ۱۹۴۲ء کی بات ہے جنگ عظیم دوم جاری تھی ابا جان بمبئی میں تھے ا ور مولوی محمد دین شہید مرّبی سلسلہ البانیہ جس بحری جہاز میں بمبئی سے روانہ ہوئے تھے وہ جہاز روانگی کے دو تین دن کے بعد ہی ڈوب گیا۔ جو لوگ زندہ بچے انہیں بمبئی لایا گیا۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کی شہادت کی تحقیق و تصدیق کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ابا جان کے سپرد کیا انہوں نے اس حادثہ کے زندہ بچے ہوئے لوگوں سے رابطہ کر کے ایک عینی شاہد کی شہادت لیکر قادیان بھجوائی تھی۔

ماشاءاللہ ۱/۳ حصہ کے موصی تھے اور دیگر چندہ جات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ تحریک جدید کے مالی جہاد میں بھی بہت نمایاں حصہ لیا۔ نہ صرف خود ہی پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہوئے بلکہ اپنے اہل وعیال کو اور اپنے مرحوم والدین اور ایک ہمشیرہ مرحومہ

کو بھی اس مبارک تحریک میں شامل کیا۔ اور تادمِ آخران سب کی طرف سے بھی مذکورہ چندہ ادا کرتے رہے۔ تنخواہ ملتی توسب سے پہلے چندوں کی رقوم علیحدہ رکھ لیتے اور پھرباقی ماندہ رقم گھر کے اخراجات کے لئے رکھتے۔ اس ضمن میں انہیں ہماری والدہ محترمہ کا پورا پورا تعاون حاصل رہا۔

تحریک جدید کا دفتر اوّل ۱۹۳۴ء سے شروع ہو کر ۱۹۴۴ء میں جب بند ہونے لگا تو والد صاحب نے اپنی چھوٹی بیٹی (عزیزہ مکرمہ قانتہ شاہدہ اہلیہ مکرم و محترم عطاالمجیب صاحب راشد) جوا بھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی، کا دس سال کا چندہ پیشگی ادا کر کے اور سرِ دست نام کا خانہ خالی رکھوا کر اسے بھی دفتر اوّل میں شامل کروالیا۔ (یہاں مَیں یہ سمجھتی ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اسی چندے کی بدولت ہماری اس بہن کو نمایاں طور پر جملہ اعزازات سے نوازہ ہے)

خلافت سے آپکی دلی محبت اور فدائیت کی ایک مثال پیش کرتی ہوں۔ ۱۹۴۴ء میں حضرت مصلح موعود نے ہماری بڑی ہمشیرہ مکرمہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ کا رشتہ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب واقفِ زندگی کے ساتھ از خود تجویز فرمایا تھا اور رشتہ کے متعلق مولوی صاحب موصوف کو یہ کہا کہ اب میں آپ کے رشتہ کے لئے ایک ایسے شخص کو لکھوں گا جو انکار نہیں کرنا جانتا۔ اس وقت ابا جان اپنی ملازمت کے سلسلہ میں سکندر آباد (انڈیا) میں مقیم تھے۔ انہیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی جانب سے وہ خط موصول ہوا۔ جس میں ان سے مولوی صاحب موصوف کے متعلق کچھ اس طرح سے پوچھا ہؤا تھا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ اب ہمارے اباجان کی فدائیت دیکھئے۔ لکھتے ہیں کہ نہ میں اس شخص کو جانتا ہوں اور نہ ہی مجھے جاننے کی کوئی ضرورت ہے میں اپنے مُرشد کو جانتا ہوں۔ اور اس طرح سے یہ رشتہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور خلیفۂ وقت کے ہاتھوں دعاؤں کے ساتھ طے ہوا۔ ایک پانچ سو تنخواہ پانے والے شخص نے صرف پچاس روپے والے کے ساتھ اپنی پیاری بیٹی کا رشتہ بشاشتِ قلبی کے ساتھ منظور کر لیا۔ جو بہت بابرکت ثابت ہوا۔ الحمدللہ۔

اپنے دائرہ میں تبلیغ بہت کرتے تھے۔ قرآنِ کریم کے عاشق تھے۔ کثرت سے پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ آخری عمر میں چند ریٹائرڈ دوست باقاعدہ قرآنِ کریم کے معانی پر غور کرنے کیلئے ہر روز مل بیٹھتے تھے۔ احمدیت کے فدائی۔ اور سلسلہ کی سچی خدمت کرنے والے اور بہت دعا گو بزرگ تھے جنہوں نے زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ والدین کے نہایت فرمانبردار، رشتہ داروں سے صِلہ رحمی کرنے والے، بہت مہمان نواز، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اور انتہائی متوکّل علی اللہ انسان تھے۔

آپ کی شادی حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالویؓ (یکے از صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی بڑی صاحبزادی محترمہ امۃ الحمید صاحبہ سے ۱۹۱۹ء میں سرگودھا میں ہوئی۔ موصوفہ ماشاءاللہ صحابی والدین کی صحابیہ بیٹی تھیں۔ (انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تبرک لسّی بھی پی تھی اور لوائے احمدیت کیلئے سوت کات کر دھاگہ بنانے کا شرف بھی انہیں حاصل ہؤا۔)

اللہ تعالیٰ نے آپکو دس بچوں سے نوازا تھا۔ جن میں سے ایک بچہ صِغر سنی میں فوت ہو گیا اور ایک شادی شدہ اکیس سالہ بیٹی اُمِّ طارق رضیہؓ عفیفہ اہلیہ محترم خالد ھدایت صاحب بھٹی لاہور مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۵۴ء کو داغِ مفارقت دے گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بچوں کی تربیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدہ رنگ میں کرنے کی توفیق پائی۔ گھر میں دینی ماحول دیا، اعلیٰ تعلیم دلوائی اور سب بچوں کی وصیت کروائی۔ کہا کرتے تھے ہم جماعت کا بوجھ اٹھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جماعت پر بوجھ ڈالنے کے لئے نہیں۔

تقریباً ایک ماہ بیمار رہے۔

۲۳فروری ۱۹۶۶ کو آپکو بغرض علاج پی۔اے۔ایف ہسپتال سرگودھامیں لے جایاگیا مگر علاج معالجہ کے باوجود آپ جانبر نہ ہوسکے اور ۲۵فروری کو تقریباً ۶۹ سال کی عمر میں جمعہ کے روز صبح سات بجے اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز جنازہ سرگودھاسے ربوہ لایا گیا۔ا ور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ‘ کی اقتداء میں نماز جنازہ ا دا کی گئی اوربعد نماز عشاءؑ تدفین عمل میں آئی۔ آپکی دینی خدمات کی وجہ سے آپکو بہشتی مقبرہ کے قطعۂ خاص میں جگہ ملی۔

آپ چھ بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔اس وقت صرف آپ کے چھوٹے بھائی مکرم ومحترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری مربیٔ سلسلہ بورنیو، ملائیشیا وسنگاپور بفضلہ تعا لیٰ حیات ہیں۔خدا تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ ہمارے والدین کے درجات بہت بلند فرمائے اور ہمیں انکی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے اور مقبول اور بھرپور خدمتِ دین بجا لاتے ہوئے ہمارا انجام بھی بخیر کرے۔ آمین۔ وَمَاتوفیقی اِلاَّ بِاللّٰہ۔

علماء کی ذمہ داری

نظام الملک طوسی (سلطان الپ ارسلان کا وزیراعظم) نے ایک بار یہ سوچا کہ اگر میں ایسا محضرنامہ تیار کروں جس پر سلطنت کے تمام امراء ووزراء اور عام لوگ اپنے دستخط کر کے یہ تصدیق کریں کہ میں نے کسی کے ساتھ کبھی کوئی دانستہ زیادتی اور ظلم و جبر نہیں کیا۔ ہمیشہ عدل وانصاف سے کام کیا۔تو شاید میرے حق میں لوگوں کی گواہی قیامت میں حساب و کتاب کے وقت باعث نجات ثابت ہواور میں بخش دیا جاؤں چنانچہ اُس نے ایسی دستاویز کی تیاری کا حکم دیا۔امراء علماء اورعوام سب نے دستخط کرنا شروع کر دیئے۔یہی نہیں لوگوں نے اس کی تعریف میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر یا...... خطیبوں نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہادیئے۔شعراء نے قصائد لکھے۔القصہ جو جس قابل تھا۔اُس نے نظام الملک کی ثنا خوانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لوگوں نے تو فرعون ،نمرود، شداد اور یزید جیسے ظالم بادشاہوں کوخوش کرنے کے لئے زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے تھے۔پھر یہاں تو نظام الملک جیسا نیک دل، فیاض منتظم ومدبر تھا اس لئے یہ محضرنامہ بہت جلد تیار ہوگیا۔آخر میں یہ دستاویز مشہور صوفی بزرگ شیخ ابواسحاق فیروز آبادی کے سامنے اُن کے دستخطوں کے لئے لائی گئی۔تو آپ نے اس پر یہ مختصر جملہ ’’خیر الظلم حسن‘‘ لکھ کر اپنے دستخط کر دیئے۔ حسن نظام الملک کا اصلی نام تھا۔اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ’’سب ظالموں میں حسن احیاء ہے‘‘

جب یہ جملہ نظام الملک نے دیکھا تو اس پر رقت طاری ہوگئی۔دیرتک اشک بہاتا رہا۔پھر بولا۔’’ابواسحاق کے علاوہ کسی نے سچ نہیں لکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب ہمارے علماء ومشائخ حق بات کہنے اور نصیحت کرنے میں اپنی جان کی بھی پروانہیں کرتے تھے۔بادشاہ وقت میں جو عیوب دیکھتے بلا جھجک اس کا اظہار کر دیتے اورانہیں راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے...... پھر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ پھر دوسروں پر ہی تنقید کرتے ہوں۔ بے باک ہوں اوراپنی کوتاہیوں کی نشاندھی پر چراغ پا ہوکر ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے دینے لگیں۔

انہی بزرگ ابواسحاق فیروز آبادی کا واقعہ ہے کہ ایک بار آپ کی خدمت میں کوئی مسئلہ بطور استفتاء پیش ہوا۔معلوم نہیں اس وقت کس خیال میں تھے کہ کچھ کا کچھ لکھ گئے۔امام ابو بن صباح نے جو آپ کے ہم عصر تھے اس فتوے کو دیکھا اور مسئلہ پوچھنے والے سے کہا کہ یہ رائے غلط ہے اسے ابواسحاق کے پاس نظر ثانی کے لئے لے جاؤ۔وہ شخص شیخ کے پاس واپس آیا۔آپ نے دیکھا تو واقعی غلطی موجود تھی۔آپ نے اپنے علم سے فتوے کو درست کیا اوراس پر مزید لکھ دیا کہ ابن صباح کی رائے درست ہے اورابواسحاق غلطی پر تھا۔

یہ طرزِعمل ہمارے اُن علماء کیلئے ایک سبق ہے جو اپنی کسی غلطی کا اعتراف کرنے کو اپنی کسرِشان خیال کرتے ہیں۔

مرزا خلیل احمد قمر